ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

غلام احمد قادیانی

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار
الفضل
ہفتہ میں دوبار
قادیان
زیر نگرانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
فی پرچہ ایک آنہ

ایڈیٹر
قاضی اکمل

تار کا پتہ
الفضل قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۴ | مطابق ۹ رجب ۱۳۴۵ھ | یوم جمعہ | مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۲۷ء | نمبر

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت اچھی ہے۔ مسجد فضل لنڈن کی تاریخ والا رسالہ حضور سن چکے ہیں۔ اب عنقریب چھپے گا۔ اس کے ساتھ متعدد فوٹو بھی ہونگے۔

آج ۱۱ جنوری ۱۹۲۷ء کو میاں عبد السلام صاحب ابن حضرت خلیفہ اول کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو اپنے جد امجد کے کمالات کا وارث بنائے۔ مبارک صد مبارک

۸ جنوری کو اسسٹنٹ انسپکٹرہ صاحبہ نے گرلز سکول کا سالانہ معائنہ فرمایا۔

بچوں کی انجمن انصار اللہ کے ممبروں کو ۱۰ جنوری عصر کے وقت حضرت صاحب نے حسب معمول نصائح فرمائیں۔

تن رایز کا نمبر دوم شائع ہو گیا ہے۔ جو صاحبان خریدار بن چکے ہیں۔ اور ان کو نہ ملا ہو۔ اطلاع دیں۔ مصباح کا دوسرا نمبر عنقریب نکلیگا۔

نظم

"نہ اِدہر کے رہے نہ اُدہر کے رہے"

(جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن)

(جو شخص دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر کے پھر بھی منزل مقصود کو نہ پہنچے۔ تو اس کی وجوہات میں چند وہ باتیں بھی داخل ہیں۔ جو ذیل کے اشعار میں نظم کی گئی ہیں۔ مثلاً: بعض گناہوں کا ترک نہ کرنا۔ یکسوئی کی کمی۔ استقلال کی کمی۔ دین کے ساتھ دنیا کی ملونی۔ قربانیوں کی کمی۔ دعا کی کمی۔ وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان ٹھوکروں سے محفوظ رکھے۔ آمین)

مرا دل ہے کباب خدا کی قسم | مرا حال لکھے۔ نہیں تاب قلم
مجھے کھا گئی ہائے یہ آتشِ غم | نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم

نہ اِدہر کے رہے نہ اُدہر کے رہے

گیا اس کی تلاش میں سوئے حرم | رہ شوق میں سر کو بنا کے قدم

میرے بارِ گُنہ نے کیا یہ ستم | نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

مرا اپنا ہی ... نبات ہے خم | کبھی ذوقِ حرم کبھی شوقِ ورم
کبھی عشقِ بتاں کبھی عشقِ صنم | نہ خدا ہی ملا۔ نہ وصالِ صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

نہ ہوئے ہیں نہ ہونگے کبھی یہ بہم | یہ تلاش تھی دونوں کی ایک ہی دم
دھرے کشتیوں دو میں جو ہم نے قدم | نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

وہی ہوتا ہے مَورِدِ لطف و کرم | جو نگار کے کوچے میں جائیگا جم
مرا صدق و وفا۔ مرا عزم تھا کم | نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

نہ ہوا تھا کسی کے نثارِ قدم | مرا تن۔ مرا من۔ مرا دھن۔ مرا دم
رہِ وصل تھی راہِ فنا و عدم | نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

میرے رب! مرے رب!! کرو مجھ پہ کرم | میرے تم ہی خدا میرے تم ہی صنم
مددے! مددے!! چہ کنم! چہ کنم!! | نہ پلاؤ گے شربتِ وصل تو ہم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

وفد نمبر ۶ کا پروگرام

مجھے اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ اضلاع جالندھر و ہوشیارپور کی احمدیہ جماعتوں کا خاص طور پر دورہ کرایا جائے۔ اور بعض مقامات میں جلسے کرائے جائیں۔ تاکہ اس علاقہ کی جماعتوں میں جو غفلت پیدا ہو رہی ہے۔ وہ دور ہو جائے۔ سو اس غرض کے لئے مندرجہ ذیل پروگرام چودہری غلام احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کریام کے مشورہ سے شائع کرتا ہوں۔ مبلغین مولوی غلام رسول صاحب راجیکی و حافظ جمال احمد صاحب روانہ ہو چکے ہوئے ہیں۔ ان جماعتوں کے اراکین کی خدمت میں جن کے نام اس پروگرام میں درج ہیں۔ بصد تاکید گذارش ہے کہ وہ اپنے اپنے مقامات میں جلسے کرائیں۔ اور غیر احمدیوں اور قریب کے احمدی احباب کو ان جلسوں میں شریک ہونے کی دعوت دیں۔ اور جلسوں کی روئداد مجھے بھیجتے رہیں

(۱) رد پڑ - ۷-۸ جنوری ۱۹۲۷ء
(۲) کاٹھ گڑھ ۱۰-۱۱ " "
(۳) بلاچند - سجو دال - ۱۲ جنوری ۱۹۲۷ء
(۴) چک لوہٹ - ۱۴-۱۵ " "
(۵) غوث گڑھ ماچھی واڑہ - ۱۶-۱۷ جنوری ۱۹۲۷ء
(۶) راہوں .. .. ۱۹-۲۰ " "
(۷) کریم پور۔ بیرسیاں۔ رنگڑ وعہ ۲۱-۲۲ " "
(۸) کریام .. .. ۲۳-۲۴ " "
(۹) نواں شہر .. ۲۵ " "
(۱۰) بنگہ بیع لگری۔ کھماچوں ۲۶-۲۷-۲۸ " "
(۱۱) مکند پور۔ پھلور .. ۳۰ جنوری ۱۹۲۷ء
(۱۲) اوڑ .. ۳۱ " "
(۱۳) پنام .. ۲-۳ فروری ۱۹۲۷ء
(۱۴) سڑوعہ۔ بیگم پور .. ۴-۵ " "
(۱۵) ماہل پور .. ۷-۸ " "
(۱۶) پھگلانہ۔ بیٹھیانہ - ۱۰-۱۱ فروری ۱۹۲۷ء
(۱۷) اہرانہ .. .. ۱۲-۱۳ " "
(۱۸) ہوشیارپور .. .. ۱۴-۱۵ " "
(۱۹) پھمبیاں۔ ضرب ڈیال - ۱۷-۱۸ " "
(۲۰) بیگم پور۔ جنڈیالہ۔ ہیزم۔ شہر پور ۱۹-۲۰ " "
(۲۱) اجیر۔ دسوہہ .. ۲۲-۲۳ " "
(۲۲) ماڑ۔ اسٹیشن دھوگڑی - ۲۴-۲۵ " "
(۲۳) کپورتھلہ۔ سلطان پور - ۲۷-۲۸ " "
(۲۴) شیخے وال .. یکم مارچ ۱۹۲۷ء
(۲۵) نور محل .. ۳ مارچ "
(۲۶) صریح .. ۵ مارچ "

عبد الرحیم - نیرّ - نائب ناظر دعوت و تبلیغ - قادیان

اخبارِ احمدیہ

اعلان نکاح ۸ جنوری بروز ہفتہ بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کی لڑکی آمنہ کا نکاح بابو مبارک احمد صاحب کلرک ڈاک خانہ سے پانسو روپیہ مہر پر منعقد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جانبین کے لئے مبارک کرے۔ بابو مبارک احمد صاحب شیخ صاحب ہی کے ذریعہ اسلام کی نعمت سے بہرہ اندوز ہوئے۔ اور اب شیخ صاحب نے ان کو اپنی فرزندیت میں لیکر ایک قابل تقلید مثال قائم کی ہے ÷

عازمان حج کو اطلاع جناب ابوبکر یوسف تاجر جدہ ہندوستان میں بعض ضروری کاموں کے لئے آئے تھے پھر اب جدہ کو واپس جاتے ہیں۔ ہر عازم حج کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر ملک حجاز کے حالات حج کے متعلق دریافت کرتا ہو تو صاحب موصوف سے خط و کتابت کر کے معلوم کر سکتے ہیں۔ اور ان کا ایجنٹ بمبئی میں سیٹھ عبد اللہ بھائی عبد القادر صاحبان ناگ دیوی اسٹریٹ گھر نمبر ... میں ہے۔ ان کے پاس سے بھی بعض معلومات مل سکتے ہیں اور جدہ پہنچنے سے قبل اطلاع دی جانے سے بندرگاہ میں ملاقات کر کے تمام سہولتیں پہنچائی جائینگی۔ پتہ جدہ میں یہ ہے:۔ ابوبکر یوسف (فی خان الہنود) جدہ - ملک حجاز

معافی دیگئی میاں نور احمد صاحب ولد رحیم بخش صاحب احمدی ساکن دھرم کوٹ بگہ نے اپنی ہمشیرہ کا رشتہ غیر احمدیوں میں کر دیا تھا جس کی وجہ سے ان کو اطلاع دی گئی تھی کہ آپ کا جماعت احمدیہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہا۔ اب امیر جماعت احمدیہ اور سیکرٹری جماعت احمدیہ اور دیگر معزز احمدیوں نے اطلاع دی ہے کہ میاں نور احمد صاحب مذکور نے اس عرصہ میں احمدیت میں بہت ترقی کی ہے۔ اور اپنے کئے پر نادم اور پشیمان ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ اس کو ان کے کئے کی معافی دی جائے۔ اس شخص کو معاف کیا جاتا ہے۔ حضرت صاحب نے بھی معافی دیدی ہے۔ ناظر تعلیم و تربیت

امتحان کی تاریخ امتحان کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فروری ۱۹۲۷ء میں ہوگا۔ کتب امتحان چشمہ معرفت اور احمدیت مقرر ہیں۔ ناظر تعلیم و تربیت قادیان۔

— اگلا پرچہ وی پی ہوگا —

میں پہلے اطلاع دے چکا ہوں۔ کہ جو اصحاب جلسہ پر قیمت الفضل نہیں بھجوائیں گے۔ ان کے نام ۱۵ جنوری کے بعد وی پی ہونگے۔ پس جن دوستوں کا چندہ الفضل ۱۵ دسمبر سے ۱۳ جنوری کے درمیان کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ ان کو اگلا پرچہ نمبر ۵۸ وی پی ہوگا۔ جو اصحاب وی پی واپس کرینگے۔ ان کے نام سے تا وصولی قیمت الفضل کی ...

منشی عبد الرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر دکان کے لئے قادیان سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
یوم جمعہ - قادیان دارالامان - ۱۴ جنوری ۱۹۲۷ء

جلسہ سالانہ ۱۹۲۶ء پر تقریریں

(نمبر ۲)

تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(۲۷ دسمبر ۱۹۲۶ء ۳ بجے)

(گذشتہ سے پیوستہ)

سلسلہ کی قوت و عظمت

اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں ایک اور عظمت اور قوت حاصل ہوئی ہے۔ وہ یہ کہ نمایندوں کے انتخاب میں وہ لوگ جو ہمیں کافر سمجھتے تھے۔ اور ہماری شکل تک دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے بھی اپنی مدد کے لئے ہماری طرف رخ کیا۔ حتیٰ کہ ایک پیر نے میری طرف لکھا کہ پیروں میں سے ایک نمایندہ منتخب ہونا چاہیئے۔ چونکہ آپ بھی پیر ہیں۔ اس لئے میرے حق میں ووٹ دلوائیں۔ میں نے اسے جواب دیا۔ کہ پیروں کا کام گدیوں پر ہے کونسلوں میں نہیں۔ آپ کونسل سے باہر قومی مدد کر سکتے ہیں۔ غرض اس ذریعہ سے بھی ہماری جماعت کی خاص عظمت قائم ہو گئی ہے۔ کیونکہ ہماری جماعت کی مدد سے ۱۷ مسلمان کونسل کے ممبر منتخب ہوئے ہیں۔ جماعت کی طاقت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ میرے پاس ایک بڑا آدمی پہنچا۔ اور اس نے کہا۔ کہ آپ اپنی جماعت کو میرے حق میں بھی ووٹ دینے کے لئے ارشاد کریں۔ میں نے کہا کہ ہم چونکہ دوسرے آدمیوں کے حق میں ووٹ دینے کا وعدہ کر چکے ہیں۔ اس لئے اب ہم آپ کے لئے ووٹ دینے سے معذور ہیں۔ پھر جب انہوں نے بہت اصرار کیا۔ تو میں نے کہا۔ آپ ہماری طرف اتنا کیوں رخ کرتے ہیں۔ آپ دوسرے لوگوں سے مدد لے سکتے ہیں تو وہ کہنے لگا۔ کہ آپ کے ووٹروں میں دو باتیں ہیں۔ جو اوروں میں نہیں۔ اس لئے ہماری نظریں آپ کی جماعت کی طرف ہی اٹھتی ہیں۔ ان میں سے ایک تو یہ بات ہے، کہ آپ کے ووٹر آپ کے مشورہ سے خود میرے پاس چلکر

آئینگے۔ لیکن دوسری جگہ تو ایک ایک ووٹر کے گھر پر ہمیں جانا پڑیگا۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ دوسرے ووٹر اگر آٹھ ہزار بھی میرے حق میں ووٹ دینے کا وعدہ کریں تو مجھے ان پر اعتبار نہ ہوگا۔ مگر آپ کے ووٹر اگر ۲۰۰ ہوں۔ تو میں اپنے لئے ۲۰۰ کے ۲۰۰ ہی ووٹر سمجھوں گا۔ تیسری بات یہ ہے کہ دوسرے ووٹر تو ہم سے اگر کچھ مانگتے ہیں۔ اور ہمیں ان کو اپنے پاس سے کھانا وغیرہ دینا پڑتا ہے۔ مگر آپ کے لوگ مفت کام کرتے ہیں۔ ایک نے بیان کیا۔ کہ آپکے آدمی صرف خود ہی ووٹر نہیں بنتے۔ بلکہ دوسروں کو بھی ووٹر بنا لیتے ہیں۔ اور تمام علاقہ کو سنبھال لیتے ہیں۔ ان وجوہات کے باعث اس دفعہ بڑے بڑے آدمی خود ہمارے پاس بار بار چلکر آئے۔ جو ہمیں بالکل حقیر خیال کرتے تھے۔ اور واقعہ بھی ایسا ہی ہوا۔ کہ سوائے ایک ممبر کے باقی سارے کے سارے کہ جن کی ہم نے تائید کی۔ انتخاب میں کامیاب ہو گئے۔ یہ اتحاد اور اخلاص کی طاقت ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جس اتحاد اور اخلاص سے ہم نے موجودہ الیکشن میں کام کیا ہے۔ اگر آیندہ بھی اسی طرح کام کیا تو تین چار الیکشنوں میں قریباً تمام بڑے بڑے آدمیوں کی توجہ ہماری طرف ہو گی۔ اور اس کے نتیجہ میں کئی فوائد بھی ہمیں حاصل ہونے کی امید ہے۔ چنانچہ پچھلے دنوں سردار جوگندر سنگھ صاحب وزیر زراعت پنجاب یہاں آئے۔ تو وہ اس اہمیت کی بناء پر ہمارے ہاں ہی ٹھہرے۔ اور مجھ سے بھی ملے۔ ملاقات کے دوران میں بٹالہ والی سڑک کا بھی ذکر آگیا۔ جس پر انہوں نے فرمایا۔ کہ اس محکمہ کا انچارج میں ہی ہوں آپ ہدایت فرمائیں۔ کہ آپ کے سکرٹری مجھے خط لکھ دیں۔ تاکہ میں محکمہ کو توجہ دلا سکوں۔ اور اب ان کا خط آیا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ پہلے تو یہ منظور شدہ تھا کہ ڈسٹرکٹ بورڈ کا روپیہ جمع ہوگا تو اس سے سڑک بنائی جائیگی۔ لیکن اب امید ہے کہ گورنمنٹ کے خرچ سے سڑک پختہ بنائی جائے۔ پھر ہمیں یہ بھی امید ہے کہ الیکشن میں ہماری مدد کا کم از کم یہ نتیجہ تو ضرور ہوگا کہ ممبر ہماری مخالفت نہیں کریںگے۔ چنانچہ شیخ عبد القادر صاحب بیرسٹر ایٹ لاء نے کہا کہ لوگوں نے الیکشن میں میری اس لئے مخالفت کی تھی۔ کہ میں نے احمدیوں کی مسجد کا افتتاح کیا۔ مگر میں احمدی جماعت کا بہرحال مشکور ہوں۔ کیونکہ اس نے مجھے ایسے کام کرنے کا موقعہ دیا کہ جو قیامت تک تاریخوں میں میری عزت کا باعث رہیگا۔ اور آیندہ بھی میں جماعت احمدیہ کی ہر خدمت کے لئے تیار ہوں۔

مسجد لنڈن کے متعلق پانچ سال ہوئے تحریک کی تھی۔ مسجد برلن کا چندہ بھی اس میں شامل کیا گیا۔ اب میں عورتوں میں تحریک کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں کہ وہ مسجد لنڈن کے لئے اس روپیہ کے معاوضہ میں

لے لیں۔ اور یا اپنا روپیہ بطور قرضہ ہمارے پاس رہنے دیں۔ تاہم اسے سلسلہ کی اور ضروریات کے لئے کام میں لے آئیں۔ ان دو باتوں میں سے جو بات وہ پسند کریں۔ اس کے لئے ہم تیار ہیں۔

افتتاح مسجد کی اہمیت

افتتاح مسجد کا واقعہ اپنے اندر اسقدر اہمیت اختیار کر گیا ہے کہ اب دنیا کی کوئی تاریخ اس کو نہیں مٹا سکتی۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ مقدر ہو چکا ہے کہ یہ مسجد ہمیشہ قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تعمیر کے لئے اور اس کی اس شہرت کے لئے ایسے سامان کر دیئے کہ جن سے اس کی اہمیت اس قدر بڑھ رہی ہے کہ حیرانی ہی ہوتی ہے پہلے اللہ تعالیٰ نے اسے میرے ولایت جانے تک روکے رکھا۔ میرے وہاں جانے سے سلسلہ کی یکدم حیرت انگیز شہرت ہو گئی۔ کیونکہ ولایت کے لئے یہ عجیب بات تھی کہ ایک نبی کا خلیفہ وہاں پہنچا ہے۔ اس لئے ہر اخبار میں ہمارا ذکر متواتر ہوتا رہا اور کثرت کے ساتھ فوٹو چھپتے رہے حتیٰ کہ ایک جرمن اخبار کے پورے صفحہ میں میرا فوٹو شائع ہوا۔ اسی طرح امریکہ میں بھی ہمارے متعلق خبریں شائع ہوئیں۔ چونکہ میرے وہاں جانے پر میرے ہاتھ سے مسجد کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اس لئے پہلے بنیاد کے موقعہ پر ہی بڑے بڑے وزیر و لارڈ آئے۔ ان وجوہات کے باعث اب لوگوں کو یہ انتظار لگی ہوئی تھی۔ کہ کب یہ مسجد مکمل ہو تو ہم دیکھیں اور جب مکمل ہونے لگی۔ تو شہرت کے اور بھی ایک قدرتی سامان پیدا ہونے شروع ہو گئے۔ مثلاً ایک یہ بات شہرت کا باعث بن گئی کہ یہ تحریک کی گئی کہ ابن سعود کے لڑکے کو بلایا جائے۔ چنانچہ ابن سعود نے بھی اس تحریک کو پسند کیا اور اپنے لڑکے امیر فیصل کو جو مکہ کا گورنر ہے بھیجنے کا وعدہ کیا۔ اب امیر فیصل کے خاص افتتاح مسجد کے لئے آنے کی خبر سے اور بھی شہرت ہونے لگی۔ جب امیر فیصل ولایت پہنچا تو بیان کیا جاتا ہے کہ ہندوستان سے مولویوں نے تاریں دیں کہ یہ کیا کام کرنے لگے ہو۔ ہماری کیوں ناک کاٹنے لگے ہو۔ تمہاری اس حرکت سے ہماری ناکیں کٹ جائینگی۔ اسی طرح مصر سے بھی ہمارے خلاف آوازیں اٹھیں۔ تاریں گئیں اور اسے روک دیا گیا۔ اب اس کے رکنے پر سارے برطانیہ میں اور بھی شور پڑ گیا کہ رکنے کی کیا وجہ ہوئی۔ یہ کیا بات ہے، کہ امیر فیصل مکہ سے چلکر جس کام کے لئے ولایت پہنچتا ہے۔ اس کام سے اسے روکا جاتا ہے کوئی خاص راز ہوگا۔ ولایت کے لوگ راز کے پیچھے بہت پڑ جاتے ہیں۔ راز کو معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ مضمون پر مضمون نکلنے لگے کہ اس میں راز کیا ہے۔ ان کے مضامین کا ہیڈنگ ہی یہ ہوتا تھا کہ راز کیا ہے۔ جب کئی روز تک بڑے زور سے آرٹیکل پر آرٹیکل نکلے کہ کیا بات ہے، جس کی وجہ سے امیر فیصل یہاں پہنچ کر افتتاح مسجد سے رک گیا ہے تو وہاں لوگوں میں اور بھی ہیجان پیدا ہوا کہ چلو اس مسجد کو تو چل کر دیکھیں کہ جس کے افتتاح کے لئے امیر فیصل مکہ سے یہاں پہنچا۔ اور یہاں آکر اس کے افتتاح سے رک گیا۔ دراصل یہ سب کچھ

اللہ تعالیٰ کی اس منشاء کے ماتحت ہوا کہ ہمارے سلسلہ کی شہرت بھی ہو جائے اور پھر احسان بھی کسی کا نہ ہو۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ افتتاح تو پھر بھی ایک غیر احمدی کے ہاتھ سے ہوا۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم نے کب اسلام کو تمہاری طرح تنگ ظرف مانا ہے۔ ہمارے نزدیک اسلام ایسا تنگ ظرف نہیں۔ عجیب بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب عیسائیوں کو نماز پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں تو ان پر تو اعتراض نہیں کرتے اور ہمارے صرف چائے دینے پر اعتراض کرتے ہو۔

پھر وہ مسجد اتنی بابرکت ہے کہ اس کے افتتاح کے ساتھ ہی اس کی برکات ظاہر ہونی شروع ہو گئیں۔ افتتاح ہی کے موقعہ پر چار انگریز مسلمان ہو گئے۔ پھر افتتاح پر ابھی دو ہفتہ ہی گذرے کہ ایک اعلیٰ درجہ کا تعلیم یافتہ نوجوان انگریز مسلمان ہو گیا جس نے اسلام کی تائید میں ایک نہایت ہی لطیف مضمون شائع کیا ہے اسی وجہ سے اس کے باپ نے اس پر تشدد شروع کر دیا ہے۔ جو اس بات کی علامت ہے۔ کہ اب وہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ اسلام تو واقعہ میں پھیلنے لگا ہے پہلے ہمارے کام کو ایک کھیل سمجھتے تھے لیکن اب محسوس کرنے لگے ہیں۔ کہ اسلام پھیل رہا ہے۔ وہاں کا ایک اخبار لکھتا ہے کہ ہزاروں تعلیم یافتہ لوگوں کے دلوں میں محسوس ہو رہا ہے۔ کہ اب ہمیں عیسائیت کو چھوڑنا پڑیگا۔ اور پادریوں نے بھی ہمارے خلاف شور مچانا شروع کیا ہے یہ اس بات کی علامت ہے۔ کہ وہ اسلام کو زبردست چیز خیال کرنے لگے ہیں۔ کیونکہ مقابلہ کا خیال شیر کے مقابل ہی پیدا ہوتا ہے۔ مٹی سے بنے ہوئے شیر کے لئے نہیں پیدا ہوتا ہمیشہ شیر سے ہی کوئی ڈرا کرتا ہے۔ آج ایک اور خوشخبری آپ کو سناتا ہوں۔ آج ہی تار آیا ہے کہ آسٹرین حکومت کا وزیر احمدی ہو گیا ہے۔ اس نے احمدیت کا اعلان کر دیا ہے۔ اور چھ اور انگریزوں نے اس ہفتہ میں احمدیت کا اعلان کیا ہے۔ غرض اس افتتاح کے بعد ۱۳ بڑے آدمی سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں یہ گویا تیرہ حواری ملے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ پہلے مسیح کے ساتھ جو کچھ ہوا۔ یہاں اس کے الٹ ہو گا۔ اس لئے میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ ان تیرہ حواریوں میں یہودا اسکریوطی انشاء اللہ کوئی نہیں ہو گا۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے پہلے ہی بشارت دی تھی کہ میرے ولایت جانے سے اسلام کی فتوحات شروع ہونگی۔ بعض دوستوں نے کہا بھی کہ میرے وہاں جانے سے کیا ہوا۔ حالانکہ اول تو جماعت نے ہی مجھے وہاں بھیجا تھا میں خود اپنے ارادہ سے وہاں نہیں گیا تھا۔ بلکہ مجھے تو خواب میں بعض مصائب و مشکلات بھی دکھائی گئے۔ جو میری غیر حاضری میں ہمارے خاندان میں پیدا ہونے والے تھے لیکن باوجود اس کے جماعت کی کثرت رائے دیکھ کر گیا [illegible] میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ جماعت یہ خیال نہ کرے کہ میرے وہاں جاتے ہی احمدی ہونا شروع ہو جائینگے۔ میں تو وہاں تبلیغ کے لئے حالات دیکھنے جاتا ہوں پھر بعد کے حالات سے معلوم ہوا کہ میرے وہاں جانے میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت تھی۔ کہ وہ فتوحات جو میرے وہاں جانے کے نتیجہ میں اب شروع ہوئی ہیں۔ وہ کسی اور شخص کی طرف منسوب ہوں اور سلسلہ پر کسی خاص شخص کا احسان نہ ہو۔ بلکہ براہ راست حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب ہوں۔ پھر میں کہتا ہوں کہ جب نبی بھی کوئی ایسا نہیں گذرا۔ جس نے ایک دن میں فتح حاصل کی ہو تو ایک خلیفہ کو کس طرح ایک دن میں فتوحات مل سکتی ہیں۔ لیکن بہر حال اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے سلسلہ ایسی ترقی کر رہا ہے کہ ایک انگریز لکھتا ہے کہ اس سلسلہ کی ترقی کی نظیر پچھلی صدیوں کے کسی سلسلہ میں نظر نہیں آتی۔

جماعت کو نصائح

اب میں دوستوں کو چند نصائح کرتا ہوں۔ جب جماعتیں بڑھا کرتی ہیں تو حاسد لوگ جماعت کی ترقی کو دیکھ نہیں سکتے۔ اور بعض لوگ کمزور دل ہوتے ہیں۔ جب تک تو ان کا غیروں سے مقابلہ رہتا ہے تب تک ان میں جرأت رہتی ہے۔ جب غیروں سے مقابلہ جاتا رہتا ہے تو اپنوں کے ہی گریبان پکڑنے لگتے ہیں۔ میں جماعت کے بعض افراد کے اخلاص میں کمزوریاں دیکھتا ہوں۔ یہ کمزوری علاج چاہتی ہے۔ نیکی اور کمزوری آگ کی مانند ہوتی ہے۔ آگ ایک جگہ پر نہیں رہا کرتی وہ ارد گرد بھی پھیلتی ہے۔ اس لئے دوست خاص طور پر روحانیت کی فکر کریں۔ انہوں نے اپنے منزل مقصود کو پایا نہیں بلکہ ابھی تو وہ ابتدائی حالت میں ہیں۔ دیکھو اسلام چاروں طرف سے گھرا ہوا ہے اس لئے کام کرنے کی ابھی بہت ضرورت ہے اور کام کے لئے اخلاص حسن ظنی اور قدر کی ضرورت ہوتی ہے۔ بغیر ان باتوں کے کام نہیں ہوا کرتا۔ بدظنی کو ہی دیکھ لو اس مرض سے کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے کہتے ہیں ایک غلام تھا جس کو اس کا آقا بہت کم قیمت پر فروخت کر رہا تھا۔ خریدار نے آقا سے پوچھا اس کو کیا کیا ہنر آتے ہیں کہا بہت آتے ہیں۔ خریدار نے پوچھا پھر کیوں اسے کم قیمت پر فروخت کرنا چاہتے ہو۔ لیکن غلام نے کہا۔ کہ مجھ میں بہت خوبیاں ہیں صرف ایک نقص ہے۔ کہ میں ایک جھوٹ بولا کرتا ہوں۔ خریدار نے کہا معمولی بات ہے۔ اور اسے خرید لیا۔ اس سے کام کراتا رہا۔ ایک دن غلام روتا ہوا آقا کے پاس گیا۔ اور کہا اور مجھ میں ہزار عیب بھی کیوں نہ ہوں لیکن میں اپنے آقا کا بیوفا نہیں میں آقا کی بے وفائی کبھی نہیں کر سکتا۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ کی بیوی بیوفا ہے۔ اس کا ایک شخص سے ناجائز تعلق ہے اور میں نے خود غیر سے ناجائز تعلق رکھتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور اب اس کے دوست نے اسے یہ پٹی پڑھائی ہے کہ وہ آپ کو قتل کر دے۔ تاکہ وہ آرام سے اپنے تعلق کو قائم رکھ سکیں۔ ایک دو دفعہ تو آقا نے کہا کہ میں یقین نہیں کر سکتا۔ میری بیوی پاکدامن ہے۔ مگر یہ سنکر غلام نے زور زور سے رونا اور چلانا شروع کر دیا اور کہا کہ غلام کا کام صرف عرض کرنا ہے۔ باقی حضور مالک ہیں۔ تب تو اس آقا کو بڑی فکر ہوئی۔ اس نے پوچھا تمہیں کس طرح پتہ لگا۔ اس نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ وہ آپ کی بیوی کو استرا دیکر کہہ رہا تھا کہ جب تمہارا خاوند سو رہا ہو تو اس کے گلے پر یہ استرا پھیر دینا اگر حضور باور نہ کریں۔ تو اس کا تجربہ کر لیں۔ مگر رات کو سوئیں نہیں خبردار ہو کر رہیں۔ اب تو آقا کو فکر ہوئی۔ اور وہ اس امتحان کے لئے تیار ہو گیا۔ اور پھر اس کے بعد اسی طرح وہ غلام آقا کی بیوی کے پاس گیا۔ اور کہا کہ مجھ میں بہت عیب ہیں۔ مگر میں آپ کا بے وفا نہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ آپ کا خاوند کسی غیر عورت سے ناجائز تعلق رکھتا ہے۔ اور وہ تمہیں قتل کر دینا چاہتا ہے۔ میں نے آپ کو اطلاع دیدی ہے۔ اس نے بھی اولاً تو تردید کی۔ مگر آخر وہ بھی اس وہم میں مبتلا ہو گئی اور اس غلام سے کہنے لگی۔ اس کا علاج کیا ہے۔ اس نے کہا کہ علاج یہ ہے کہ آپ کے خاوند کے ڈاڑھی کے دو بال ہوں۔ جن سے تعویذ بنایا جائے۔ تب اس کا یہ خیال جا سکتا ہے۔ اس نے کہا کہ یہ کیونکر ممکن ہے۔ غلام نے کہا کہ یہ تو بہت آسان ہے جب وہ سو رہا ہو۔ تو استرے سے دو بال اتار لیں۔ عورت اس کام کے لئے تیار ہو گئی۔ خاوند گھر میں آیا۔ رات کو عمداً ایسے طور پر لیٹ گیا کہ گویا وہ سو رہا ہے۔ اب اس کی بیوی نے استرا لیا اور خوب تیز کیا۔ اس کا گردن کے پاس لانا تھا کہ خاوند نے اسی استرے سے بیوی کو غضب میں آکر قتل کر دیا خیر جب وہ پکڑا گیا اور اس سے قتل کا سبب پوچھا گیا۔ تو اس نے وہی ظنی سبب بتایا۔ جو غلام سے سنا ہوا تھا۔ تحقیقات پر عورت بری ثابت ہوئی۔ تب آقا نے غلام سے کہا کہ تو نے یہ کیا حرکت کی۔ غلام نے عرض کی۔ حضور میں نے تو پہلے ہی عرض کر دیا تھا۔ کہ سال میں ایک جھوٹ بولا کرتا ہوں اور وہ یہی ایک جھوٹ تھا۔ اب دیکھو ظن کی بناء پر کیا کچھ ہوا۔ کوئی قوم جیت نہیں سکتی جس میں بدظنی کا مادہ ہو۔ کیونکہ اس صورت میں کام ہونا محال ہوتا ہے۔ ایک قصہ مشہور ہے۔ کہ ایک نابینا اور سوجاکھا دونوں کو اکٹھا کھانا کھانے کا موقعہ پیش آگیا۔ نابینا حریص تھا پہلے تو اس نے جلدی جلدی کھانا شروع کیا۔ پھر اسے خیال ہوا کہ یہ سوجاکھا بھی تو مجھے دیکھ کر جلدی جلدی کھا رہا ہو گا تو دونوں ہاتھوں سے کھانا شروع کر دیا۔ پھر اسپر بھی نہ رہ سکا اس نے خیال کیا کہ ممکن ہے کہ سوجاکھا بھی میری طرح دونوں ہاتھوں سے کھا رہا ہو تو اس نے کپڑے میں کھانا ڈالنا شروع کیا مگر اسپر بھی اکتفا نہ کر سکا یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ بھی کپڑے میں ڈال لیگا کھانے کا برتن اٹھا لیا اور کہا تم جاؤ۔ تم تو سارا کھانا ہی کھا جاؤ گے سوجاکھا بیٹھا دیکھ رہا تھا ہنسنے لگا کہ یہ کہاں تک پہنچا ہے تو بدظنی بہت انتہا پر لیجاتی ہے۔

ناظران سلسلہ کی قربانیاں

میں مثال کے طور پر بیان کرتا ہوں۔ کہ ہم سے بعض نے کس طرح بدظنی سے کام لیا ہے۔ ایک دوست نے مجھے لکھا۔ کہ قادیان میں بڑے بڑے کارکنوں پر اتنا روپیہ خرچ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ آدھی تنخواہ پر ان سے زیادہ لائق آدمی مل سکتے ہیں۔ اب دیکھو یہ ایک ظن ہے۔ جو بہت دور تک پہنچتا ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ آدمیوں کی لیاقتیں محض ڈگریوں پر نہیں ہوتیں۔ کاموں میں محض ڈگریوں کو ہی نہیں مدنظر رکھا جاتا۔ بعض وقت تجربہ کو دیکھا جاتا ہے۔ بعض دفعہ ذہن رسا دیکھا جاتا ہے۔ محض ڈگری کوئی چیز نہیں۔ خاندانی وجاہت بھی ایک چیز ہے۔ ذہن رسا بھی ایک چیز ہے۔ پھر سوسائیٹی بھی ایک چیز ہے خاندانی وجاہت کی وجہ سے ایک شخص کو معمولی لیاقت پر وہ عہدہ مل جاتا ہے۔ جو دوسرے کو اعلےٰ لیاقت پر بھی نہیں ملتا۔ اسی طرح ذہن رسا کی وجہ سے ایک انٹرنس پاس کو تین سو ملتے ہیں۔ اور دوسرے بی۔ اے کو اتنے نہیں ملتے۔ یا ایک تجربہ کار انٹرنس پاس کو تین سو ملتے ہیں۔ اور دوسرے بی۔ اے کو ساٹھ ملتے ہیں۔ تو دنیا میں خالی ڈگریوں سے کام نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ کام کے لئے اور باتوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً **چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔ اے** ہیں۔ آج سے ۱۴ سال پہلے انہوں نے ایم۔ اے پاس کیا۔ اس وقت وہ ولایت تبلیغ کے لئے گئے۔ اور پہلے بغیر ایک پیسہ تک انجمن سے لینے کے وہاں کام کیا۔ وہ اس رنگ میں گئے تھے۔ کہ خواجہ صاحب صرف ان کو روٹی دیا کریں گے۔ ایک ایم۔ اے پاس کے لئے یہ کتنی بڑی قربانی ہے۔ انہیں دنوں میں سٹروانس پرنسپل نے جو ان کو پڑھاتا تھا۔ متواتر یہاں خط لکھے۔ کہ میں نے چوہدری فتح محمد کے لئے کالج میں ایک پروفیسر کی جگہ خالی کرائی ہے۔ جس طرح بھی ہو۔ انہیں منگوا دو۔ اگر وہ اس وقت اس اسامی پر لگ جاتے تو آج سے چودہ سال پہلے وہ ڈھائی سو لے سکتے تھے۔ اور یہاں چودہ سال کی سروس کے بعد آج ایک سو ستر ملتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں۔ چلو ہم تمہارے کہنے سے آج ہی ان کو علیحدہ کر دیتے ہیں۔ تم ہمیں انہیں کی طرز کا کوئی آدمی لا دو۔ جو ذہن کے لحاظ سے۔ لیاقت کے لحاظ سے چوہدری صاحب سے زیادہ تو کیا ان جیسا ہی ہو۔ چودہ سال اس نے ملازمت کی ہو۔ ڈھائی سو روپیہ آج سے چودہ سال پہلے تنخواہ لیتا ہو۔ اور یہ خصوصیات بھی اس میں ہوں۔ تو ہم بڑی خوشی سے رکھنے کے لئے طیار ہیں۔

پھر مفتی محمد صادق صاحب ہیں۔ وہ جس سروس کو چھوڑ کر آئے۔ اس وقت کے ان کے ماتحت آج ۹۰۰ روپے لے رہے ہیں۔ اگر وہ اس سروس پر رہتے۔ تو کم از کم آج ۸۰۰ لیتے۔ ہم ان کو علیحدہ کرنے کو تیار ہیں۔ مگر ہمیں تم ان کی طرح کا وہ آدمی دیدو۔ جو گورنمنٹ سے ۸۰۰ تنخواہ بھی لے سکتا ہو۔ اور پھر اس میں مفتی صاحب کی خصوصیات بھی ہوں۔ مثلاً سابقون الاولون میں سے ہو۔ حضرت مسیح موعود کی صحبت سے انہیں کی طرح فیض یافتہ ہو۔ اور ان کی سی لیاقت اور قابلیت رکھتا ہو۔ ان کا سا تجربہ کار ہو۔ تو آج اگر ان خصوصیات کا آدمی ہمیں ۲۰۰ پر بھی مل جائے تو ہم غنیمت سمجھتے ہیں۔

پھر میر محمد اسحاق صاحب ہیں جو ناظر ضیافت ہیں وہ لنگر کا کام اور دینی خدمات بغیر تنخواہ کے سرانجام دیتے ہیں۔ مدرسہ احمدیہ میں وہ مدرس ہیں۔ اور دوسرے مدرسوں کی طرح ان کو بھی تنخواہ ملتی ہے۔ وہ اسی تنخواہ پر گذارہ کرتے ہیں۔ اور باقی فرائض کو حسبۃً للہ سرانجام دیتے ہیں۔

پھر مولوی شیر علی صاحب ہیں۔ ان کو اب ۲۰۰ ملتے ہیں۔ ایک تو ان کی انگریزی کی قابلیت وہ چیز ہے جو اوروں میں نہیں۔ اس کے علاوہ یہ قابلیت ان میں ہے۔ کہ وہ مضمون پر حاوی ہو جاتے ہیں۔ ان کے مضمون پڑھنے والے دوستوں نے دیکھا ہوگا۔ کہ وہ کس طرح مضمون کی باریکیوں تک پہنچتے ہیں۔ اور کوئی پہلو اس کا باقی نہیں چھوڑتے۔ پھر جب وہ یہاں ملازم ہوئے ہیں۔ اس وقت ان کا نام منصفی (سب ججی) میں جا چکا تھا۔ اور یہاں وہ ۲۰۰ روپے پر لگے تھے۔

میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے ہیں۔ وہ ۱۲۰ لیتے ہیں۔ ہمارا خاندان خاندانی حیثیت سے بھی کوئی معمولی خاندان نہیں۔ ہمارے خاندان نے جو گورنمنٹ کی خدمات کی ہیں۔ ان کے لحاظ سے وہ اعلےٰ سے اعلےٰ عہدہ پر لگ سکتے ہیں۔ ان کی لیاقت کا یہ حال ہے۔ کہ انہوں نے جب میرے مضمون کو جو بذریعہ تار افتتاح مسجد پر لنڈن بھیجا گیا تھا انگریزی میں ترجمہ کیا تھا۔ اس مضمون کی انگریزی کے لحاظ سے ولایت کے ایک بڑے آدمی نے لکھا کہ وہ انگریزی کے لحاظ سے کم از کم خاں بہادر عبد القادر صاحب کی لیاقت کا مضمون تھا۔ اب ان کی قابلیت کا آدمی ان کے ذہن کا آدمی اگر ہمیں مل جاوے۔ تو ہم بڑی خوشی سے لینے کو طیار ہیں۔

پھر میاں شریف احمد صاحب ہیں۔ ان کو ۱۰۰ روپیہ ماہوار ملتا ہے۔ آج سے آٹھ سال پہلے ان کو ۱۰۰ روپیہ گورنمنٹ نے دینا منظور کیا تھا۔ گورنمنٹ نے ان کو فوج میں لفٹنٹ کے عہدہ پر رکھا۔ کمانڈنگ آفیسر انہیں واپس نہیں بھیجتا تھا۔ آخر میں نے کمانڈر انچیف کو بار بار لکھ کر اس کے ذریعہ آرڈر بھجوا کر واپس بلایا۔

مولوی عبد المغنی صاحب ناظر بیت المال بی ایس سی ہیں۔ ان کی چودہ سال کی سروس ہے۔ مدت دراز تک وہ ساٹھ روپے ہی لیتے رہے ہیں۔ اب جب کہ ناظروں کا گریڈ مقرر ہوا۔ تو مناسب سمجھا گیا۔ کہ ان کی تنخواہ میں بھی ترقی کی جاوے۔ چنانچہ کچھ عرصہ سے ان کی تنخواہ زیادہ کی گئی ہے۔ جس زمانے میں وہ یہاں آئے ہیں۔ اس زمانہ میں بی۔ ایس سی والوں کی وہ تنخواہ تھی۔ جو آج ایم۔ اے کی ہے۔ اب تم بتاؤ۔ کہ کیا کوئی دنیا میں ایسی شریف اور مہذب گورنمنٹ ہے۔ جو یہ برداشت کرے کہ وہ پندرہ پندرہ سال کے تجربہ کاروں کو نکال کر نئے آدمی رکھے۔ یہ تو اندھی نگری چوپٹ راجا والا معاملہ ہوگا۔ میں ان اپنے کارکن دوستوں کو کہہ سکتا ہوں۔ کہ تم آج ہی قادیان کو چھوڑ دو۔ اور ان ملازمتوں کو چھوڑ دو۔ اور وہ آج ہی شام سے پہلے پہلے استعفے لے آئیں گے۔ جنہوں نے اتنے سال قربانیاں کیں۔ وہ یہ قربانی بھی کرلیں گے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ پہلے مجھے ان جیسے آدمی لا دو۔ ان پہلے آدمیوں کو تو یہاں سے جاتے ہی یہاں کی نسبت باہر اچھی جگہیں مل جائیں گی۔ چنانچہ پچھلے دنوں یہاں کے ایک کارکن کو جنہیں تخفیف میں آنا پڑا۔ اور معمولی تنخواہ لے رہے تھے۔ باہر جاتے ہی ۱۲۰ مل گئے۔ اور پھر اس محکمہ میں جس میں وہ ملازم ہیں۔ ترقی کا بھی کافی میدان ہے۔ لیکن ہمارا یہ مطلب ہے کہ ہمیں تم ان کی بجائے ان کی خصوصیات رکھنے والے آدمی کہاں سے لا دو گے۔ جنہوں نے سلسلہ کے کاموں میں عمریں صرف کر دیں۔ خدارا غور کرو۔ ان کارکن دوستوں کے دلوں پر کیا اثر پڑے گا۔ جب وہ یہ سنیں گے۔ کہ ہمارے متعلق لوگوں کے یہ خیالات ہیں۔ حالانکہ اگر آپ ان کو اپنے سروں پر اٹھاتے تو بھی ان کی خدمات کا بدلہ نہیں دے سکتے تھے پھر ان باتوں کا نقصان ان کارکنوں کو تو نہیں پہنچے گا۔ ان کو تو بہتر سے بہتر ملازمتیں مل جائیں گی۔ ان باتوں سے سلسلہ کو نقصان پہنچے گا۔ ہمارے بعض دوست تو یہ شکایات کرتے ہیں۔ اور ہمارا یہ حال ہے۔ کہ ہم قحط الرجال کے شاکی ہیں۔ یہ ایک شکایت میں نے مثالاً بیان کی ہے۔ ورنہ اور کئی اس قسم کی شکایات ہیں۔ جو محض بدظنی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور سلسلہ کو نقصان پہنچانے والی ہیں۔ پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اس قسم کی باتوں سے پرہیز کرو۔ اور سلسلہ میں کام کرنے والوں کی قدر کرو۔ دیکھو اب جب یہ بات پھیلیگی تو ناواقف تو یہی سمجھیں گے۔ کہ یہاں روپیہ برباد ہو رہا ہے۔ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وہ چندوں میں سست ہوں گے۔ اور اس سے چوہدری صاحب یا مفتی صاحب کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ بلکہ سلسلہ کو پہنچیگا۔ سلسلہ کے کام درہم برہم ہو جائیں گے۔ پس اعتراض کرنے والا اس قسم کے کارکنوں پر اعتراض نہیں کرتا۔ بلکہ وہ اس جڑ پر تبر رکھتا ہے۔ کہ جس کی حفاظت کے لئے خود خدا تعالےٰ کھڑا ہے۔ اس لئے میں ڈرتا ہوں۔ کہ ایسے لوگوں کے ایمان نہ ضائع ہو جائیں۔

بچوں کی تربیت

اس کے بعد میں اور ضروری بات کی طرف آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ وہ یہ کہ بچوں کی تربیت کی بہت ضرورت ہے۔ احباب جلسہ پر تو بچوں کو ساتھ لے آتے ہیں۔ لیکن صرف اتنی تربیت ہی کافی نہیں۔ بلکہ ضروری ہے۔ کہ اول تو یہاں بچوں کو بھیجیں۔ اور اگر

استطاعت نہ ہو۔ تو پھر اپنے ہاں ہی بچوں کی خصوصیت سے دینی تر(بیت) کی طرف توجہ کریں۔

انجمن انصار اللہ

یہاں میں نے ایک انجمن بچوں کی بنائی ہے۔ جس کا نام انصار اللہ رکھا ہے۔ اس میں میں خود ان کو ہدایات دیتا ہوں۔ چنانچہ اس کا ایک نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ بہت سے لڑکے اب تہجد پڑھنے لگے ہیں۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ تمام بیرونی جماعتوں میں بھی اس قسم کی انجمنیں بنائی جائیں۔ جن میں بچوں کو اخلاقی تربیت کے سبق سکھائے جائیں تاکہ وہ آئندہ قوم کے بہترین افراد ثابت ہو سکیں۔ مگر بہتر طریق یہی ہے۔ کہ بچوں کو یہاں بھیجیں۔ کیونکہ یہاں میں خود تربیت کے متعلق سبق دیتا ہوں۔ ان کی تربیت کرتا ہوں۔ تھوڑے دنوں میں ہی تربیت عملی رنگ میں ہو گئی ہے۔ دوست بچوں کو قادیان بھیجیں۔ اگر بعض نہیں بھیج سکتے۔ تو اپنے پاس ہی ان کی تربیت کریں۔

خدا کا قرب حاصل کرنے کیلئے بڑی قربانیوں کی ضرورت

ترقیات لکچر سننے یا لکچر دینے سے نہیں ہوا کرتیں۔ ترقیات کام کرنے سے ہوا کرتی ہیں۔ سلسلہ میں داخل ہونے کی غرض محض لکچر نہیں بلکہ دین کی خدمت اور قرب الہٰی کا حاصل کرنا ہے۔ دوست دین کی خدمت کریں۔ کچھ کام کریں۔ اور قرب الہٰی کو حاصل کریں۔ اور قرب الہٰی قربانیوں سے حاصل ہوتا ہے۔ بڑے کاموں کے لئے بڑی اور لمبی قربانیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ لوگوں نے خدا کے فضلوں کا وارث ہونا ہے۔ اور کیا خدا کے فضلوں کا وارث ہونا اس کا مقرب ہونا کوئی معمولی بات ہے۔ اتنے بڑے فضلوں کے تم معمولی کاموں سے تو وارث نہیں ہو سکتے۔ بلکہ بڑے فضلوں کے لئے بڑی اور لمبے عرصہ تک قربانیاں کرنی پڑیں گی۔

اس وقت عام طور پر بڑی قربانی چند دن چندہ دینا سمجھی جاتی ہے۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ معمولی بادشاہوں کا قرب حاصل کرنے کے لئے لوگ ساری ساری عمریں خدمت میں خرچ کر دیتے ہیں۔ معمولی خطاب لینے کے لئے تمام عمر بڑی بڑی قربانیاں کرتے ہیں پھر وہ خطاب بھی کوئی حقیقت اپنے اندر نہیں رکھتا۔ گورنمنٹ انہیں خان بہادر کا خطاب دیتی ہے۔ کیا واقعہ میں بہادر ہو جاتا ہے۔ وہ تو بعض وقت نہایت بزدل ہوتا ہے۔ اس خطاب سے بنتا کچھ نہیں لیکن خدا تعالےٰ جس کو جو خطاب دیتا ہے۔ اس کے اندر واقعہ میں وہ بات بھی پیدا کر دیتا ہے۔ اسے واقعہ میں انعام دیتا ہے۔ خالی خطاب ہی نہیں دے چھوڑتا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ایک شخص آیا۔ اس نے کہا۔ مجھے بڑے الہام ہوتے ہیں۔ حضرت صاحب نے اسے فرمایا۔ کہ جب تجھے کہا جاتا ہے۔ کہ تو محمدؐ ہے یا ابراہیم ہے۔ تو کیا تجھے ملتا بھی ہے یا نہیں جو درسیدنا محمدؐ پر انعام ہوئے۔ وہ تمہیں بھی ملتے ہیں یا نہیں۔ اس نے کہا کہ ملتا۔ تو کچھ نہیں۔ تو حضرت صاحب نے فرمایا یہ پھر خدا کی طرف سے الہام نہیں۔ یہ کسی اور ہستی کی طرف سے ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے جب الہام ہوتا ہے۔ تو اس کے مطابق ملتا بھی ہے۔ خدا دنیا کی گورنمنٹ کی طرح تو نہیں۔ خدا میں تو سب طاقتیں ہیں۔ کبھی کوئی خالی ہاتھ بھی کہا کرتا ہے۔ کہ یہ چیز لو۔ وہ تو بچے ہنسی سے کیا کرتے ہیں۔ یہ شیطانی بات ہے خدائی الہام نہیں۔ خدا اگر کہتا کہ تو محمدؐ ہے۔ تو تجھے محمدؐ والی طاقتیں بھی دیتا۔

تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے مومن کو ولی کا خطاب ملتا ہے اب کیا یہ خطاب یونہی مل جائے گا۔ اگر معمولی بات سے یہ خطاب ملنے لگے۔ تو پھر تو کمینی بھی ولی ہو سکتی ہے۔ جو ایک مسجد بنا چھوڑے۔ پس خدا کے قرب کے لئے ایک چیز کی قربانی نہیں ہوتی۔ اور نہ ایک وقت میں قربانی ہوتی ہے۔ بلکہ ہر وقت ہر چیز کی قربانی کے جائے۔ تب جا کر خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ میں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا کا قرب حاصل کرنے کے لئے بڑی بڑی قربانیوں کی ضرورت ہے آخر سوچو تو سہی۔ تم نے بننا کیا ہے۔ خدا کا درباری۔ کیا یہ عہدہ کوئی معمولی عہدہ ہے۔ اس سے سمجھ سکتے ہو۔ کہ اس عہدہ کیلئے کتنی بڑی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ میں نے بچوں کو بتایا تھا کہ جب گاؤں میں ڈپٹی کمشنر آتا ہے۔ تو تم کس طرح اس کے دیکھنے کے لئے اس کے پیچھے پیچھے بھاگتے پھرتے ہو۔ اور تم بڑے خوش ہوتے ہو۔ اور فخر سے اپنے دوستوں کو سناتے ہو۔ کہ میں نے ڈپٹی کمشنر کو دیکھا ہے۔ حالانکہ وہ تمہاری طرف کبھی نظر نہیں اٹھاتا۔ اور اگر وہ کسی بچہ سے کوئی بات کرے۔ تو پھر تو وہ بچہ خوشی سے پھولا نہیں سماتا۔ وہ یوں سمجھتا ہے۔ کہ گویا اسے بڑی نعمت مل گئی ہے۔ مگر اس کے مقابلہ میں نماز کیا ہے۔ نماز ہے خدا کے حضور حاضر ہو کر اس کی زیارت کرنا اور اس سے باتیں کرنا۔ تمہارے اندر اس نماز سے کیوں نہیں خوشی پیدا ہوتی۔ اس وقت میں نے دیکھا۔ کہ اس مثال سے بچوں کے چہروں پر بشاشت تھی۔ آپ لوگ ایسی جماعت میں سے ہیں۔ کہ جس کا یہ مذہبی عقیدہ ہے۔ کہ اس میں ہمیشہ ایک قائم مقام رہا۔ جس کی اطاعت فرض ہے۔ وہ جس چیز کے لئے کہدے۔ کہ فلاں جگہ پر اسے خرچ کرو۔ تو اس کا حق نہیں ہے۔ کہ وہ اسے دوسری جگہ پر خرچ کرے۔ فتح مکہ پر رسول اللہؐ نے مکہ والوں کو مال دیئے۔ تو انصار میں سے ایک نوجوان نے غلطی سے کہدیا۔ کہ خون تو ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے۔ اور مال رسول اللہؐ کے ہم وطن لے گئے ہیں۔ رسول اللہؐ تک یہ بات پہنچ گئی۔ آپ نے انصار کو بلایا۔ اور فرمایا۔ تم نے یہ بات کہی ہے۔ انصار دیندار تھے۔ ان کی چیخیں نکل گئیں۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ ہم میں سے ایک نوجوان نے ایسا کہا ہے۔ ہم نے خود اسے بہت ڈانٹا ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ اے انصار بے شک تم کہہ سکتے ہو۔ تو بے وطن تھا۔ ہم نے تجھے اپنے پاس جگہ دی۔ تو بے کس تھا۔ ہم نے تیرے دائیں اور بائیں اپنی جانیں دیں۔ اور خون کی ندیاں بہا کر تیری حفاظت کی۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ ہم ہرگز نہیں ایسا کہتے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ ہاں یہ بھی کہہ سکتے ہو۔ کہ خدا نے خود نصرت دی اور مکہ پر فتح دی۔ مگر فتح مکہ کے بعد لوگ تو اپنے گھروں میں اونٹ لے گئے۔ اور تم خدا کے رسول کو اپنے گھر لے آئے۔ اے انصار۔ جو کچھ ہو گیا سو ہو گیا اب دنیا میں رسول کی خلافت تمہیں نہیں ملے گی۔ ہاں آخرت میں تمہیں معاوضہ دیا جائے گا۔ چنانچہ آج تک کوئی انصاری خلیفہ نہیں ہوا اس واقعہ سے پتا لگتا ہے۔ کہ بعض وقت ایک بات منہ سے نکل جاتی ہے۔ جس کو انسان معمولی سمجھتا ہے۔ لیکن اس کا نتیجہ بہت دور تک پہنچتا ہے۔

اسی طرح یہاں جب ہمارے عقیدہ کے مطابق خدا تعالےٰ خلیفہ قائم کرتا ہے۔ وہ اگر اموال تلف کرتا ہے یا تلف کرنے دیتا ہے۔ تو وہ خود خدا کے حضور جوابدہ ہے۔ تم اس پر اعتراض نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر بہترین نتائج پیدا کرنے کے لئے خرچ کرتا ہے۔ تو پھر معترض شخص خطرہ میں ہے۔

تقویٰ اور ادب سیکھو

آپ لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ تم نے اقرار کیا ہے۔ کہ تم ہر چیز کو میرے حکم پر قربان کر دو گے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں۔ کہ اس اقرار کا پورے طور پر خیال نہیں رکھا جاتا۔ اقرار تو یہ تھا۔ کہ جو کچھ میں کہوں وہ تم کرو گے۔ لیکن عمل یہ ہے۔ کہ چند پیسوں پر ابتلا آ جاتا ہے۔ یہ تمام وسوسے تقویٰ کی کمی سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے میں تقویٰ کے حصول کے لئے اور اس میں ترقی کے لئے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ خواہ آپ میں سے بعض مجھ سے عمر میں بڑے ہوں۔ لیکن ایک بات آپ میں سے کسی میں نہیں۔ وہ یہ کہ میں خدا کا قائم کردہ خلیفہ ہوں۔ میری تمام زندگی میں لوگ میری بیعت کریں گے۔ میں کسی کی خدا کے قانون کے مطابق بیعت نہیں کر سکتا۔ اور یہ عہدہ میری موجودگی میں تم میں سے کسی کو نہیں مل سکتا۔ نبوت کے بعد سب سے بڑا عہدہ یہی ہے۔ ایک شخص نے مجھے کہا۔ کہ ہم کوشش کرتے ہیں تا گورنمنٹ آپ کو کوئی خطاب دے۔ میں نے کہا یہ خطاب تو ایک معمولی بات ہے۔ میں شہنشاہ عالم کے عہدہ کو بھی خلافت کے مقابلہ میں ادنیٰ سمجھتا ہوں۔ پس میں آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اپنے معاملات میں ایسا رنگ اختیار کریں۔ جس میں تقویٰ اور ادب ہو۔ اور میں کبھی یہ بھی نہیں پسند کر سکتا۔ کہ وہ ہمارے دوست جن کو اعتراض پیدا ہوتے ہیں ضائع ہوں۔ کیونکہ خلافت کے عہدہ کے لحاظ سے بڑی عمر کے لوگ بھی میرے لئے بچہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور کوئی باپ نہیں چاہتا کہ اس کا ایک بیٹا بھی ضائع ہو۔ میں تو ہمیشہ یہی خواہش رکھتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہر ابتلاء سے ہمیشہ دوستوں کو محفوظ رکھے۔ (باقی آئندہ)

شذرات

گذشتہ الفضل میں جو مضمون صفحہ ۷۔۸ پر درج ہے۔ وہ منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل کا لکھا ہوا ہے۔ اور یہ شذرات بھی انہیں کا عطیہ ہیں:-

کیا پنڈت لیکھرام کا قاتل پکڑا گیا؟

آریہ اور ہندو اخبارات میں سوامی شردھانند جی کے واقعہ قتل کے سلسلہ میں پنڈت لیکھرام کے قتل کا بھی بار بار اور کئی رنگوں میں ذکر آرہا ہے۔ جو ہماری توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ کیونکہ اس سے اس پیشگوئی پر روشنی پڑتی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پنڈت لیکھرام کے متعلق فرمائی۔ اور جو پوری شان اور نہایت صفائی کے ساتھ پوری ہو چکی ہے۔

اس بارے میں سب سے زیادہ دلچسپ وہ رائے زنی ہے۔ جو پنڈت لیکھرام کے قاتل کے متعلق کی جا رہی ہے۔ اور چونکہ اس کی بنا محض قیاسات پر ہے۔ اس لئے اس میں تضاد اور تخالف نمایاں طور پر پایا جاتا ہے۔ چنانچہ دہلی کا اخبار "تیج" (یکم جنوری) تو لکھتا ہے:-

"جس وقت پنڈت لیکھرام شہید ہوئے۔ اس وقت حکومت قاتل کا پتہ نہیں لگا سکی تھی"

لیکن لاہور کا اخبار "گورو گھنٹال" (۳ر جنوری) رقمطراز ہے:-

"پنڈت لیکھرام کا قاتل پکڑا گیا۔ مگر آریہ پرشوں نے اس کے خلاف جھوٹی شہادت کا ایک لفظ تک نہ کہا۔ اور وہ بری ہو گیا"

اگر "گورو گھنٹال" یہ بتائے۔ کہ پنڈت لیکھرام کے قتل کے جرم میں جو شخص پکڑا گیا تھا۔ وہ کون تھا۔ اسے کس نے پکڑا تھا۔ اس کے متعلق آریہ پرشوں سے کیا شہادت طلب کی گئی تھی۔ اور اسے کس نے بری کیا تھا۔ تو اس کے بیان کی صداقت معلوم ہو سکتی ہے۔ ورنہ "تیج" نے جو کچھ لکھا ہے وہی درست ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ پنڈت لیکھرام کے قتل کے وقت آریوں نے بعض بے گناہ لوگوں کو مصیبت میں پھنسانے کی کوشش کی تھی لیکن گورنمنٹ اپنی انتہائی سرگرمی اور کوشش کے باوجود کسی کو مجرم ٹھہرانے کے لئے کوئی ثبوت بہم نہ پہنچا سکی تھی۔

حضرت مسیح موعود اور پنڈت لیکھرام کا قتل

معزز اخبار ہمدم لکھنؤ (یکم جنوری) آریوں کی ان سرگرمیوں کا جو ان کی طرف سے سوامی شردھانند جی کے قتل کو کسی سازش کا نتیجہ قرار دینے۔ اس بارے میں اعلیٰ حکام دہلی پر وفود کے ذریعہ اثر ڈالنے اور بیش قرار انعام کا اعلان کرنے کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے:-

"پنڈت لیکھرام آنجہانی کے قہرناک قتل کے بعد بھی چونکہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مرحوم کی ایک پیشگوئی ان کے متعلق شائع ہو چکی تھی۔ اس لئے مرزا صاحب اور انکی جماعت کے اشخاص نیز دیگر مسلمانوں کو اس میں پھنسانے کی کوششیں کی گئی تھیں۔ اور بیسیوں اشخاص کو بلا وجہ تکلیفوں اور پریشانیوں کا سامنا ہوا تھا۔ مگر نتیجہ کچھ نہیں نکلا"

اس کے متعلق میں اس اعلان کے چند الفاظ ذیل میں درج کرنا چاہتا ہوں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس وقت تحریر فرمائے۔ جب آریوں کی طرف سے بار بار اور اصرار کے ساتھ آپ پر یہ الزام لگایا گیا کہ پنڈت لیکھرام کا قتل آپ کی سازش سے ہوا ہے۔ اور گورنمنٹ پر زور دیا جاتا تھا کہ وہ اس کے متعلق زبردست کارروائی کرے۔ آپ نے تحریر فرمایا:-

"گورنمنٹ خدا کی پیشگوئیوں میں دخل نہیں دے سکتی۔ جس قدر گورنمنٹ اس کی طرف توجہ کریگی۔ اسی قدر ان پیشگوئیوں کو آسمانی اور بے لوث اور پاک پائیگی"

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۱۵ر مارچ ۱۸۹۷ء کو آپ نے بذریعہ اشتہار یہ اعلان فرمایا۔ اور ۸ر اپریل ۱۸۹۷ء کو پنڈت لیکھرام کے قتل کے متعلق آپ کے مکان کی پولیس کے ایک انگریز افسر نے تلاشی لی۔

اس تلاشی کا جو نتیجہ ہوا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۱ر اپریل ۱۸۹۷ء کے ایک اشتہار میں اس طرح شائع فرما دیا۔

"خدا کی قدرت ہے کہ تلاشی کے وقت میں پہلے وہی کاغذات برآمد ہوئے جن میں میری اور لیکھرام کی دستخطی تحریریں تھیں۔ چنانچہ وہ عہد نامہ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی خدمت میں پڑھا گیا۔ اور مجلس عام میں اس کا ایسا اثر ہوا کہ بعض عہدیداران پولیس جو صاحب بہادر کے ہمراہ آئے تھے۔ وہ بول اٹھے۔ کہ جبکہ اپنے مطالبہ سے لیکھرام نے یہ پیشگوئی حاصل کی تھی۔ اور عہد نامہ لکھا گیا تھا۔ تو پھر پیشگوئی کرنیوالے پر شبہ کرنا بے محل ہے۔ خدا کے ہر ایک کام میں ایک حکمت ہوتی ہے۔ اس تلاشی میں ایک یہ بھی حکمت تھی کہ وہ کاغذات حکام کے سامنے پیش ہو گئے۔ جن سے یہ ثابت ہوتا تھا۔ کہ لیکھرام نے خود قادیان میں آکر اور ۲۵ دن رہ کر پیشگوئی کا مطالبہ کیا"

ان حالات میں کہا جا سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قتل لیکھرام کی سازش کا الزام لگا کر گورنمنٹ کو اس تحقیقات پر آمادہ کرنے میں آریوں نے جو کوششیں کیں۔ ان کا نتیجہ مفید ہی نکلا۔

کس کا راز کھلا؟

کچھ عرصہ ہوا۔ جب دو تین دین باختہ آوارہ مزاجوں نے جو بابیوں کے کان کاٹتے تھے۔ قادیان سے نکلکر فتنہ انگیزی شروع کی تو خواجہ حسن نظامی صاحب نے ان کی خوب پیٹھ ٹھونکی۔ اور اپنی بزم آرائیوں میں شریک کرنے کے علاوہ جن کا ذکر درویش کے صفحات میں ہوتا رہا۔ انہیں ایک تحریری سند بھی عطا کی جسے وہ مدت تک بڑے طمطراق سے پیش کرتے رہے۔ اس سند میں خواجہ صاحب نے جہاں یہ دروغ آرائی کی تھی۔ کہ

"قادیان کے کچھ لائق آدمی مرزا صاحب سے پھر گئے ہیں انہوں نے بہائی مذہب اختیار کر لیا ہے۔ اور آگرہ جا کر کوکب ہند کے نام سے ایک ہفتہ وار اخبار جاری کیا ہے اس واقعہ نے تمام قادیانی جماعت میں ہلچل ڈالدی ہے۔ جناب میرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان سے لیکر ادنیٰ قادیانی مسلمان دو چار باغی بہائیوں کے خوف سے تھرائے جاتے ہیں"

وہاں یہ بھی لکھا تھا کہ:-

"کوکب ہند اور اس کی جماعت یہ راز کھولنا چاہتی ہے کہ جناب مرزا صاحب قادیانی کے نئے مذہب کا تمام سرمایہ بابیہ اور بہائیہ فرقے کے عقائد سے سرقہ کیا ہوا ہے اگر کوکب ہند کی یہ تبلیغ استقلال سے اپنا کام کرتی رہی۔ تو اہل قادیان کی دھجیاں بکھر جائینگی"

کوکب ہند اور اس کی جماعت خواجہ صاحب کے نزدیک جو راز کھولنا چاہتی تھی نہ وہ کھلا۔ اور نہ خواجہ صاحب کی یہ آرزو پوری ہوئی کہ "اہل قادیان کی دھجیاں بکھر جائینگی" لیکن اس کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ نے مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ہمدرد کے ذریعہ خواجہ صاحب کے جس راز کو کھولا۔ اس سے دنیا واقف ہو چکی ہے۔ اور کون نہیں جانتا۔ کہ اس سے خواجہ صاحب کی دھجیاں بکھر گئی ہیں۔

خواجہ صاحب نے جماعت احمدیہ کے فرضی راز کو کھولنے کا اعلان کیا تھا۔ خدا تعالیٰ نے ان کے حقیقی راز کو کھولکر انہیں ذلت و رسوائی کے گڑھے میں گرا دیا۔ کاش وہ اس سے عبرت حاصل کریں۔ اور آئندہ جماعت احمدیہ کے خلاف اپنے قلم کو حرکت دیتے وقت احتیاط سے کام لیں۔

شردھانند جی کا قتل اور آریہ سماج

آریہ صاحبان شردھانند جی کو شہید قرار دیکر خواہ کتنی ہی خوشیاں

منائیں۔ اور اسے ویدک دہرم کی کامیابی اور صداقت کے طور پر پیش کریں۔ اور خواہ اسے تحریک شدھی کے لئے کتنا ہی مفید سمجھیں لیکن انہیں میں سے کچھ سرکردہ لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو اس واقعہ کو اپنی اصلی اور حقیقی شکل میں دیکھ رہے ہے۔ اور اس کا اظہار بھی کر رہے ہیں۔ چنانچہ آریوں کا مشہور اخبار پرکاش (۵ جنوری ۱۹۲۷ء) لکھتا ہے:۔

"سوامی شردھانند کا قتل ایسی مصیبت ہے۔ جو گذشتہ تمام مصائب سے بڑھ چڑھ کر ہے"

اسی طرح پرنسپل رام دیو صاحب نے جو گوروکل کانگڑی میں شردھانند جی انجہانی کی جگہ کام کر رہے ہیں۔ ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا:۔

"پنڈت لیکھرام کی شہادت سے کتنے ہزار مسلمان آریہ سماج میں آئے۔ جواب نراشا تک ہے۔ پنڈت لیکھرام کی شہادت نشپھل (بے نتیجہ) گئی۔ تو سوامی شردھانند کے سپھل (با نتیجہ) ہونے کی کیا گارنٹی ہے۔ مسلمان آریہ سماج میں کیوں نہیں آتے۔ اس لئے نہیں کہ اسلامی یا عیسائی تہذیب ویدک دہرم سے افضل ہے۔ بلکہ اس لئے کہ ہم میں ان کے جذب کرنے کی شکتی نہیں" (پرکاش ۵ جنوری)

قبر سے لاش کے محفوظ نکلنے کی اطلاع غیر احمدی مولویوں کو

کوئی زیادہ مدت نہیں گذری۔ غیر احمدی مولویوں نے قادیان میں ایک جلسہ کر کے مولوی نور احمد صاحب امرتسری کے ذریعہ جماعت احمدیہ سے بے شرمناک اور خلاف انسانیت مطالبہ کیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار مبارک کو کھود کر آپ کے جسد مطہر کو نکالا جائے۔ اگر جسم صحیح وسالم ہوا۔ تو تسلیم کر لیا جائیگا۔ کہ آپ سچے نبی تھے۔ کیونکہ انبیاء کے جسم قبروں میں محفوظ رہتے ہیں۔

جس وقت یہ مطالبہ کیا گیا۔ اسی وقت اس کی بیہودگی مطالبہ کنندگان پر اچھی طرح واضح کر دی گئی تھی۔ لیکن ان میں اگر حق پسندی کا مادہ ہوتا۔ تو اس قسم کا مطالبہ ہی کیوں کرتے۔ وہ اپنی بات پر اڑے رہے۔ ان سب مولویوں کو عموماً اور مولوی نور احمد صاحب امرتسری کو خصوصاً خوش ہونا چاہیئے۔ کہ شملہ میں کئی سال کی ایک لاش برآمد ہوئی ہے۔ جو صحیح وسالم نکلی ہے۔ چنانچہ معاصر ہمدرد (۴ جنوری) رقمطراز ہے:۔

"حال میں آریہ گرلز سکول کی عمارت دوبارہ تعمیر ہو رہی ہے کہ مزدوروں کو کھدائی کرتے ہوئے ایک تابوت ملا۔ بائیس سال کا عرصہ گذرا کہ یہ جگہ کیتھولک عیسائیوں کی عبادت گاہ تھی۔ بعد میں رائے بہادر جسٹس بے لال نے اسے خرید کر شملہ آریہ سماج کو دے دیا۔ لاش کو کیتھولک پادری پولیس افسروں اور مجسٹریٹ کے سامنے کھولا گیا۔ سر پر بھورے بال تھے۔ لاش محفوظ تھی۔ رجسٹر سے معلوم ہوا۔ کہ ولیم گرانٹ نام ایک شخص کی لاش ہے جس نے ۴۱ سال کی عمر میں ۲۰ مئی ۱۸۶۳ء کو انتقال کیا۔ اسی نے یہاں گرجا تعمیر کیا۔ اور پھر اسے مشن کو دیدیا۔ تابوت کو از سر نو سنجولی میں دفن کیا گیا"

اس خبر کو پڑھکر مولوی نور احمد صاحب اور ان کے ہم خیال مولوی صاحبان اپنے قائم کردہ معیار کا لحاظ رکھتے ہوئے ولیم گرانٹ کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ جن کی لاش کئی سال زمین میں مدفون رہنے کے بعد صحیح وسالم نکلی ہے۔

کھلی چٹھی
بنام مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری

مولوی صاحب! آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ خدا کے فرستادہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تنہائی۔ غربت اور کس مپرسی کے زمانہ میں خدا کے کلام انی مھین من اراد اھانتک کو ببانگ دہل شائع فرمایا۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے چاہا کہ حضرت مرزا صاحب کا نام مٹ جائے۔ اور آپ کو (نعوذ باللہ) ذلت کی موت نصیب ہو۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے جو جو مکروہ کوششیں کیں۔ وہ سب آپ پر عیاں ہیں۔ لیکن آخر کار جس بے عزتی خواری اور ذلت کی حالت اسپر آئی۔ وہ بھی آپ سے مخفی نہیں۔ میں اس نظارہ کو نہیں بھول سکتا۔ جبکہ موت سے چندماہ پیشتر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ہمارے اس سوال کے جواب میں کہ "کیا پہلے آپکی بہت عزت ہوتی تھی۔ اور اب نہیں" بڑے زور سے بدحواسی کے عالم میں کہا:۔ "بالکل جھوٹ نہ میری پہلے کبھی عزت ہوئی۔ نہ اب" آہ! کیا پُر حسرت اور دردناک حالت ہے۔ دور کیوں جائیں۔ آپنے خود مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو مخاطب کر کے لکھا ہے:۔

"مولانا! بلند آپ غور فرمائیں کہ آپنے آج تک کیا کام کئے اور اب کیا کر رہے ہیں" (یعنی کچھ بھی نہیں)
(اہل حدیث ۱۹ جنوری ۱۹۱۳ء صفحہ ۹)

بہر حال "مولانا" کی زندگی عقلمندوں کے لئے درس عبرت اور خدا کے محولہ بالا کلام الٰہی کی صداقت کا زندہ گواہ تھی۔ لیکن تاہم آپنے "آزمودہ را آزمودن جہل است" کے خلاف بارد گر اس کا تجربہ چاہا۔ آپ کو جو رسوائیاں اٹھانی پڑیں۔ ان کا قصہ پارینہ دہرانا عبث ہے۔ آج جبکہ آپ بزعم خود افلاطون ثانی بن رہے تھے اور دنیا کے لوگوں کے قول کو ہی معیار ذلت وعزت سمجھتے تھے مشیت ایزدی نے آپ کو ایسے طور پر قعر ذلت میں گرایا کہ بیگانے تو کیا اپنوں کی نظر میں ذلیل ورسوا کر دیا۔

نامعلوم آپ کس نیت سے امسال حج کے لئے گئے تھے۔ کہ جاتے ہی آپ پر آپ کے ہم مذہبوں۔ مقتدر علماء مصاحبین ابن سعود اور قاضی القضاۃ نے "ضال" "مضل" "مبتدع" "جہمی" "رجل سوء" "عبد ہوی" اور "کافر" کے فتاوی صادر کئے۔ سچ ہے:۔

"جیسی نیت ویسی مراد"

ہندوستان۔ بالخصوص امرتسر میں آپ کی جو درگت بن رہی ہے۔ اس سے قطع نظر کر کے صرف ایک وہابی حکومت کے ذی علم اصحاب۔ ذمہ دار اراکین کا یہ فتویٰ ہی کافی شاہد ہے۔ کہ ان دنوں آپ زندگی کے کن منازل کو طے کر رہے ہیں ؎

سُن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجھکو خلق خدا غائبانہ کیا

مولویصاحب! گو انسان کو اپنی ذلت کا بہت زیادہ احساس ہوتا ہے لیکن کیا آپ سے اب بھی توقع رکھی جائے۔ کہ آپ کم از کم انی مھین من اراد اھانتک کی تصدیق فرمائینگے۔ آپ یقین جانیں کہ اگر اب بھی اعتراف نہ کیا۔ تو زیادہ سے زیادہ ذلت اٹھانی پڑیگی۔ انما نملی لھم لیزدادوا اثماً۔

اسی ضمن میں دوسری بات دریافت طلب یہ ہے کہ جیسا کہ آپ پر ظاہر ہے۔ اور صحاح ستہ میں بار بار آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو کسی مسلمان کو کافر کہے۔ تو وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ اب علماء نجد جنھوں نے آپ کے متعلق یہاں تک لکھا ہے کہ:۔

"لاشک فی کفرہ" (فیصلہ مکہ صفحہ ۱۶)

گویا آپ کو صریح کافر بتلایا ہے۔

ان کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں۔ کیا وہ نص حدیث کے مطابق کافر ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اگر ہیں۔ تو اس کا اعلان فرمادیں۔ ورنہ الساکت عن الحق شیطان اخرس کی وعید شدید آپ کے سامنے ہے۔ ہاں ایک صورت اور بھی ہے کہ آپ ان اکابر دین۔ حامیان ملت۔ مطہرین ارض حجاز کی خاطر ایثار سے کام لیتے ہوئے اپنے آپ کو ہی کافر قرار دے لیں۔ بہر حال معاملہ نازک اور صفائی طلب ہے۔ سوچ سمجھ کر قدم اٹھائیں ؎

من نگویم کہ ایں مکن آں کن
مصلحت بیں وکار آساں کن

طالب جواب

خادم ابو العطاء اللہ دتا جالندہری قادیان دارالامان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان واجب الاذعان

اور

مسئلہ نماز باقتداء غیر احمدیاں

"پس یاد رکھو۔ کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارے پر حرام ہے۔ اور قطعی حرام ہے۔ کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیئے۔ کہ تمہارا وہی امام ہو۔ جو تم میں سے ہو۔ . . . . . . جب مسیح نازل ہوگا۔ تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں۔ بکلی ترک کرنا پڑے گا۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو۔ کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو۔ اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں۔ اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔ جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے۔ وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔ اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھیراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جانو کہ وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں۔ عزت سے نہیں دیکھتا۔ اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں +

(اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۴ بار دوم)

"اختلاف کے وقت مسیح موعود حق پر ہوگا۔ اور اس کا فہم سند پکڑنے کے لائق ہوگا۔ اور اس کے مقابل جو دوسروں نے سمجھا ہے۔ وہ رد کرنے کے لائق ہوگا۔

(ایام الصلح صفحہ ۸۵ بار دوم)

مسیح موعود کا فہم اعتبار کے لائق ہوگا نہ دوسروں کا فہم کیونکہ وہ خدا کے فرستادہ کا فہم ہے۔ ہاں اگر یہ شک ہو کہ شاید یہ شخص مسیح موعود نہیں ہے۔ تو اس کو اسی طرح پرکھنا چاہیئے جیسا کہ سچے نبیوں کو نیک نیتی کے ساتھ پرکھا گیا۔ مگر **قرآن اور حدیث کی تفسیر کے وقت بہر حال مسیح موعود کا قول قابل قبول ہوگا**"

(ایام الصلح صفحہ ۸۶)

میں نے مسجدوں میں نماز پڑھنی ترک کر دی۔ بدیں لحاظ کہ میاں عبداللہ صاحب سنوری سے مجھ کو روایت پہنچی ہے کہ جو لوگ خاموش بیٹھے ہیں۔ گو مخالفت نہیں کرتے۔ ان کے پیچھے بھی نماز درست نہیں (ایام الصلح صفحہ ۱۲۳ بار دوم خط شاہزادہ عبدالمجید صاحب جو حضور نے تصدیقاً درج کتاب فرمایا)

اہل حدیث کی فتنہ انگیزی

اخبار اہل حدیث کا کوئی جاسوسی نامہ نگار خدا جانے کس طرح اس کانفرنس میں جا نکلا۔ جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے جلسہ سالانہ پر احمدیہ بلڈنگس میں منعقد ہوئی۔ اس کی رپورٹ ۷ر جنوری کے اہل حدیث میں چھپی ہے۔ جو باتیں اس میں لکھی ہیں۔ ہرگز باور نہیں کی جا سکتیں۔ کیونکہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک شخص حضرت مرزا صاحب کو صاحب وحی۔ مامور۔ الحکم مسیح موعود بھی تسلیم کرے۔ اور پھر ایک غیر مامور سے خواہ وہ جناب مولوی محمد علی صاحب ہی کیوں نہ ہوں یہ درخواست کرے۔ کہ مسیح موعود نے اپنے اجتہاد سے جو کچھ کہہ دیا وہ تو کہہ دیا۔ آپ قرآن و حدیث کا حکم اس بارے میں بتلایئے۔ اول تو حیرت ہے۔ کہ یہ مسئلہ کانفرنس میں پیش ہی کس طرح کیا جا سکتا ہے۔ پھر جو اس پر رائے زنی بیان کی جاتی ہے۔ وہ اور بھی حیرت انگیز ہے۔ ہم اہل حدیث کے نامہ نگار کو بتانا چاہتے ہیں۔ کہ اس بارے میں حضرت مسیح موعود کے احکام اپنی جماعت کے لئے واضح ہیں۔ ان کے اجتہاد پر مبنی نہیں۔ بلکہ آپ کو خدا نے اطلاع دی ہے۔ اور آپ نے باصرار فرمایا ہے۔ کہ جو مجھے دل سے قبول کرتا ہے۔ وہ ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھیراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ پس جو فیصلہ حضور نے صادر فرمایا۔ ہر ایک احمدی کا سر تسلیم خم ہے۔ اہلحدیث کو خواہ مخواہ احمدیوں کے ذمہ ایسی باتیں نہیں لگانی چاہیئیں۔ جن کے وہ احمدی ہو کر قائل نہیں ہو سکتے + بہر حال وہ رپورٹ یہ ہے:-

"ایک کہتا تھا۔ کہ اب ہمیں غیر احمدیوں سے مل کر نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ کیونکہ زمانہ کے حالات اسی امر کے مقتضی ہیں۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو یقیناً غیر احمدی اس سے متاثر ہونگے۔ اور ہم بآسانی ان میں تبلیغ کر سکیں گے۔ دوسرا کہتا تھا ہرگز نہیں ہم تھوڑے ہیں۔ اور ان کی تعداد بہت ہے۔ قلت کثرت میں جذب ہو جایا کرتی ہے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ ہم ہی کہیں مٹ جائیں تیسری طرف سے آواز آئی۔ کہ مرزا صاحب کا فتویٰ حالات پر مقتضی تھا۔ اب حالات بالکل بدل چکے ہیں۔ اگر مرزا صاحب اس زمانہ میں زندہ ہوتے۔ تو یقیناً غیر احمدیوں سے مل کر نماز پڑھ لینے کو جائز قرار دیتے۔ چوتھا یہ کہتا ہرگز حالات نہیں بدلے۔ گو بعض لوگ ہمیں لاہوریوں کو قادیانیوں کی طرح کافر نہیں سمجھتے۔ مگر مرزا صاحب کے متعلق ان کا فتویٰ وہی ہے۔ اور ان کو وہ ابھی تک کافر اور کذاب و مفتری وغیرہ سمجھے جاتے ہیں۔ ایک کہتا۔ کہ چونکہ مرزا صاحب نے اس حدیث کے ماتحت جس کا مضمون یہ ہے۔ کہ جو شخص کسی کو کافر کہے۔ اگر وہ کافر نہ ہو تو وہ کفر اسی پر لوٹ آتا ہے۔ اس لئے حضور نے ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کر دیا۔ پس ایسی صورت میں ہر اس شخص کے پیچھے جو کسی کو کافر کہتا ہو نماز نہ پڑھنی چاہیئے۔ خواہ وہ ہماری جماعت ہی سے کیوں نہ ہو۔ کیونکہ کئی لوگ ہم میں سے بھی تو ایسے ہیں جو قادیانیوں کو نبوت مسیح موعود کے مسئلہ پر کافر سمجھتے ہیں + دوسرا کہتا یہ بات بھی غلط ہے۔ علماء نے مرزا صاحب پر ۱۸۹۱ء میں کفر کا فتویٰ لگایا۔ اور حضور نے غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا فتویٰ ۱۹۰۱ء میں جاری کر دیا۔ اور اس اثناء میں آپ نے کئی بار کئی جگہوں پر غیر احمدیوں کے پیچھے نماز بھی پڑھی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کا فتویٰ اس بناء پر نہ تھا۔ بلکہ مسجدوں میں فتنہ و فساد کے خوف سے تھا۔ کہ غیر احمدی لوگ احمدیوں کو اپنی مسجدوں میں نماز نہ پڑھنے دیتے تھے۔ اس لئے حضور نے مناسب سمجھ کر ہمیں حکم دیا۔ کہ تم ان کے پیچھے نماز ہی نہ پڑھا کرو۔ مگر اب جب کہ کوئی بھی منع نہیں کرتا۔ بلکہ اتفاق اتفاق کی دعوت دیتے ہیں۔ ہمیں ان کے پیچھے نماز پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں +

کوئی صاحب اٹھتے اور غیرت کا تقاضا دلاتے۔ بعض جگہوں پر احمدیوں کی تحقیر و تذلیل کا تذکرہ کرتے ہوئے پھر مرزا صاحب کا فتویٰ سناتے۔ اور جوش دلاتے۔ کہ ہرگز ہم کو ان کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیئے +

ایک صاحب نے فرمایا۔ کہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ وارکعوا مع الراکعین اور اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سب مسلمانوں کو جو نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ کے قائل ہوں۔ مل کر نماز پڑھنی چاہیئے۔ اور دوسری طرف مرزا صاحب کا فتویٰ ہے پس قرآن قابل ترجیح ہے یا مرزا صاحب کا فتویٰ؟

چنانچہ ایک شخص نے تو بڑے زور سے امیر قوم مولوی محمد علی صاحب سے استفتاء فرمایا۔ کہ اس باب میں مرزا صاحب کے فتوے سے الگ ہو کر ہمیں قرآن و حدیث کا مسئلہ بتایئے کہ کس شخص کے پیچھے نماز پڑھنی منع آئی ہے" (اہلحدیث ۷ر جنوری صفحہ ۵)

نئے سال کے نئے نئے تحفے

حق الیقین ردّ ہفوات المنافقین

یہ اچھوتی اور لاجواب کتاب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایک غالی شیعہ کی کتاب ہفوات المسلمین کے جواب میں لکھی ہے - اس میں جہاں حضور نے حدیثوں کے فوائد - ان کے صحیح رتبہ اور اصل پوزیشن کو واضح کیا ہے اور ائمہ احادیث کی بیش قرار کوششوں کے عظیم الشان نتائج تحریر فرمائے ہیں - وہاں ائمہ اسلام پر کئے گئے اعتراضات کا بھی ایسا مدلل معقول اور مخالف کو ہمیشہ کے لئے خاموش کرا دینے والے جواب دیئے ہیں - کہ جو صرف مطالعہ سے ہی تعلق رکھتے ہیں بلکہ اس میں ان اعتراضات کا بھی ازالہ فرمایا گیا ہے - جن کی زد بالواسطہ حضرت نبی کریم صلعم اہل بیت اور صحابہ کرام پر پڑتی ہے - چونکہ آریوں نے اس کتاب سے حضرت رسول خدا اور اہل بیت پر گندے الزام لگانے کے لئے کافی مدد لی ہے - اس لئے دوستوں کو چاہیئے - کہ وہ حضور انور کی اس بے نظیر تصنیف کو خرید کر پڑھیں - اور ان اوہام اور وساوس کا دفعیہ کریں - جو آریوں نے ناواقفوں میں پھیلا رکھے ہیں + کاغذ ولائیتی - لکھائی بہترین - چھپوائی اعلیٰ - حجم ۱۳۲ صفحہ کے باوجود قیمت صرف ۱۲ ر رکھی گئی ہے +

منہاج الطالبین

یہ وہ معرکۃ الآراء اور حقائق و معارف سے لبریز تقریر ہے - جو سیدنا حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بروح القدس نے بر موقع جلسہ سالانہ ۱۹۲۵ء فرمائی تھی - جن دوستوں نے اسے سنا تھا - وہ اس مضمون کی اہمیت کو خوب جانتے ہیں - کہ حضور نے اس میں کس قدر ضروری اور اہم باتیں بیان فرمائی تھیں - کہ جن پر عمل کر کے انسان نہ صرف یہ کہ ہر ایک قسم کی بدیوں سے نجات پا سکتا ہے - بلکہ اس میں بیان کردہ طریقوں پر چلکر اپنے اندر اعلیٰ درجہ کی ترقی کر کے باخدا انسان بن سکتا ہے - اس اہم بالشان اور بے مثل مضمون کے متعلق زیادہ کیا لکھیں - خود مضمون ہی بتلا رہا ہے - کہ اس دور ظلمت میں اس کی کس قدر ضرورت ہے - لیکن تاہم ذیل میں اس مضمون کے عنوان لکھے جاتے ہیں - ان سے بھی ان کی قدر و قیمت بخوبی معلوم ہو جائیگی اخلاق کی تعریف - اعلیٰ اخلاق کا خیال کیوں رکھا جائے - با اخلاق کسے کہتے ہیں - فطرت کا میلان نیکی کی طرف ہے یا بدی کی طرف - دنیا میں اکثر بدی کیوں ہے - گناہ کیا ہے - نیکی کیا ہے - گناہ کے اقسام - نیکی کی کتنی اقسام ہیں - نیکی کی اس قدر طاقتوں کی موجودگی میں گناہ کہاں سے آیا ہے - گناہ آلود حالتیں - اولاد کی تربیت کے چھبیس طریق - تربیت یافتہ بچوں کے معیار - بدیاں معلوم کرنے کے ذرائع - بدیوں کا علم ہوتے ہوئے بھی جو نہ چھوٹے - اس کا علاج یہ ہیں - اور بھی بہت سی اہم باتوں پر اس میں روشنی ڈالی گئی ہے - پس اس دُرّ بے بہا کو ہر ایک مومن مسلمان خرید کر پڑھے - نہ صرف خود بلکہ اپنے اہل وعیال اور عزیز دوستوں کو بھی پڑھائے - کاغذ اعلیٰ قسم کا - لکھوائی عمدہ - چھپوائی بہترین حجم ۱۱۶ صفحے - باوجود اس قدر خوبیوں کے قیمت صرف دس آنہ (۱۰)

الواح الہدیٰ

اس کتاب میں ۱۸۳ باب ہیں - اور تقریباً ایسی پونے تیرہ سو آیات و احادیث کا عام فہم اور سلیس ترجمہ دیا گیا ہے - کہ جن کا علم ہر ایک مسلمان کو ہونا ضروری ہے - یہ قیمتی مجموعہ کیا ہے - گویا مومن کی زندگی کے ہر ایک شعبہ کے متعلق پوری پوری رہنمائی کرنے اور اسے سچا مومن اور باخدا انسان بنانے والا رہبر ہے - جلسہ سالانہ ۱۹۲۶ء کے موقع پر خود سیدنا حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی تعریف فرمائی اور دوستوں کو اس کے خریدنے کی سفارش کی تھی - تختی کلاں حجم ۱۸۴ صفحات - لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ اور قیمت صرف ۱۲ ر +

مجاہد بخارا کی آپ بیتی مولوی ظہور حسین صاحب مبلغ بخارا کے خود نوشتہ دردناک حالات - قیمت ۴ر

مینیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

اشتہارات

حب اٹھرا

(۱) جن عورتوں کے حمل گر جاتے ہوں (۲) جن کے بچے پیدا ہو کر مر جاتے ہوں (۳) جن کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں (۴) جن کے گھر اسقاط کی عادت ہو گئی ہو۔ (۵) جن کے بانجھ پن کمزوری رحم سے ہوں۔ اور کمزور ہی رہتے ہوں۔ ان کے لئے ان گود بھری گولیوں کا استعمال اشد ضروری ہے۔ فی تولہ عہ۔ تین تولہ کے لئے محصولڈاک معاف۔ چھ تولہ تک خاص رعایت ۔

سرمہ نور العین

اس کے اجزا موتی و ہیرا ہیں۔ اور یہ ان امراض کا مجرب علاج ہے۔ آنکھوں کی روشنی بڑھانے والا۔ دھند غبار۔ جالا۔ ککرے۔ خارش۔ ناخونہ۔ پھولا۔ ضعف چشم۔ پڑوال کا دشمن ہے۔ موتیا بند دور کرتا ہے۔ آنکھوں کے ہمیشہ پانی کو روکنے میں بے مثل ہے۔ پلکوں کی سرخی اور موٹائی دور کرنے میں بے نظیر تحفہ ہے۔ گلی سڑی پلکوں کو تندرستی دینا۔ پلکوں کے گرے ہوئے بال از سر نو پیدا کرنا اور زیبائش دینا خدا کے فضل سے اس پر ختم ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے۔ (عہ) ۔

مفرح عروس زندگی

معدہ کے تمام نقصوں کو دور کرنے والی۔ مقوی دماغ محافظ روشنی چشم۔ نسیان کی دشمن۔ جگر کو طاقت دینے والی جوڑوں کے درد۔ نقرس کے درد۔ سینہ کو مضبوط بنانے والی مقوی اعضاء رئیسہ دوائی ہے۔ اس کا روزانہ استعمال صحت کا بیمہ ہے۔ قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ)

مقوی دانت منجن

منہ کی بدبو دور کرتا ہے۔ دانتوں کی جڑیں کیسی ہی کمزور ہوں۔ دانت ہلتے ہوں۔ گوشت خوردہ سے تنگ آ گئے ہوں دانتوں سے خون آتا ہو۔ یا پیپ آتی ہو۔ دانتوں میں میل جمی ہو۔ اور زرد رنگ رہتے ہوں۔ اور منہ میں پانی آتا ہو۔ اس منجن کے استعمال سے یہ سب نقص دور ہو جاتے ہیں۔ اور دانت موتی کی طرح چمکتے ہیں۔ اور منہ خوشبودار رہتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ ؍

المشتہر

نظام جان عبداللہ جان معین الصحت قادیان ،

نیٹ بہرا پن رجسٹرڈ

کم سننے کان بڑوں یا بچوں کے بہنے درد بھاری پن ورم خشکی۔ کھجلی سنسناہٹ آواز میں بھنبھناہٹ۔ پردوں کی کمزوری کان کی تمام بیماریوں کی صفحہ دنیا پر صرف ایک اکسیر اور دیسی دوا طبیب اینڈ سنز پیلی بھیت کا روغن کرامات ہے فی شیشی ایک روپیہ چار آنہ (عہ) تین شیشی ایک ساتھ منگوانے پر محصولڈاک معاف۔ بادشاہی منجن مسوڑوں سے خون جانے۔ درد۔ پانی گھسنے اور دانت کی ہر ایک تکلیف پر مجرب دوائی استعمال کے قابل ہے۔ فی شیشی چار آنہ۔ دھوکہ بازوں اور ٹھگوں سے ہشیار رہو۔ مرض مرگا کا شرطیہ علاج کیا جاتا ہے۔ اپنا پتہ صاف لکھیئے ۔ پتہ

کان کی دوا طبیب اینڈ سنز پیلی بھیت یوپی

ریگولیٹر اور میٹر ٹیسٹ کی ضرورت

ملک کو اب نہیں ہے۔ بلکہ عام طور پر صنعت و دستکاری جاننے والوں کی ضرورت ہے۔ اور خاص طور پر بجلی کا کام جاننے والوں کی۔ اسلئے اس سکول کے تعلیم یافتہ دو ہزار سالانہ آمدنی تک پہنچ گئے ہیں جنکی فہرست اور پراسپیکٹس اس سکول سے مفت مل سکتی ہے۔ المشتہر

پرنسپل سکول آف اپلائڈ الیکٹریسٹی سکول بجلی۔ کپورتھلہ ،

آلات زراعت و دیگر مشینری

ہمارے شہرہ آفاق کماد پیڑنے کے بیلنے جات۔ چارہ کترنے کی مشین آہنی رہٹ۔ ہل انگریزی ہل۔ خراس دیسی چکیاں۔ چاول۔ سیویاں۔ بادام روغن نکالنے کی مشینیں منگانے کیلئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب کیجئے

ایم عبد الرشید اینڈ جنرل سپلائرز احمدیہ بلڈنگ۔ بٹالہ

تریاق چشم رجسٹرڈ کی تازہ تصدیق نو

نقل ترجمہ انگریزی سرٹیفکیٹ صاحب سول سرجن بہادر کیمبل پور

میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ میں نے تریاق چشم جسے مرزا حاکم بیگ صاحب نے تیار کیا ہے استعمال کیا ہے۔ میں نے گجرات اور جالندھر میں اپنے ماتحت دیسی ڈاکٹروں اور دوستوں میں بھی تقسیم کیا ہے۔ میں نے سفوف مذکور کو آنکھوں کی بیماریوں بالخصوص ککروں میں نہایت مفید پایا ہے کیونکہ دیگر ادویات کے سے جلدی فائدہ ہوتا ہے۔ دستخط صاحب سول سرجن بہادر

نوٹ۔ قیمت پانچ روپیہ (للعہ) تریاق چشم رجسٹرڈ محصولڈاک بذمہ خریدار ہوگا ۔ المشتہر

خاکسار مرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم (رجسٹرڈ) گوجی شاہدولہ صاحب۔ گجرات پنجاب

ایک افسر معزز پولیس انسپکٹر کی شہادت

چندر شارٹ ڈ اردو شارٹ ہینڈ

قیمت دو روپے (عہ) صرف معہ محصولڈاک

میں نے کتاب چندر وارڈ شارٹ ہینڈ کا ملاحظہ کیا۔ یہ کتاب واقعی شارٹ ہینڈ مضمون میں بے نظیر اور سب سے اچھی ہے۔ مبتدی تھوڑی سی میعاد میں اچھی طرح شارٹ ہینڈ کے فن سے واقف ہو سکتا ہے۔ اس سے بہتر اس مضمون پر اس سے پہلے میری نظر سے نہیں گذری۔ دستخط مرزا حاکم بیگ صاحب گورنمنٹ پنشنر (محکمہ پولیس)

نوٹ: ہر ایک خواندہ کے لئے اور خصوصاً لیکچرز تقاریر مناظرات و مباحثات لکھنے والوں اور طالب علموں۔ غرضیکہ ہر ایک ذی علم اصحاب کے لئے مفید ثابت ہوئی ہے ۔

پتہ ملنے کا

شیخ الٰہی بخش۔ رحیم بخش بک سیلرز پبلشرز۔ گجرات پنجاب

تحفہ کشمیر

تار کا پتہ "زعفران" — تار کا پتہ "زعفران"

ناظرین اس موقعہ سے فائدہ اٹھایئے سرما میں نرخ گراں ہونگے کشمیرہ اعلیٰ پانچ گز لمبا دو گز چوڑا۔ لوئی دوہری خود رنگ — پٹو۔ لوئی ڈبل بڑی سفید سبز کناری (عہ)۔ خود رنگ — گل بنفشہ خالص۔ للعہ سیر۔ ہی دانہ شیریں عہ سیر۔ اخروٹ (عہ) سیر۔ وزنی پارسل معہ محصولڈاک عہ اعلیٰ کامدار شال — سوپور ٹریڈنگ ایجنسی سوپور کشمیر ۔

میوہ دار پودہ جات

آنرمعدہ پودہ جات از قسم آڑو۔ آلوچہ ناشپاتی اور خوبانی کی فہرست درخواست پر مندرجہ ذیل جگہ سے مل سکتی ہے ۔

افسر محکمہ زراعت صوبہ شمالی مغربی سرحد ڈاکخانہ تاروجبہ ضلع پشاور P.O. Tarujubba

---

ناطہ مطلوب ہے

ایک لڑکی کے لئے درزی قوم کے ایک نوجوان لڑکے کا رشتہ مطلوب ہے۔ جس کی عمر بیس اور تیس سال کے درمیان ہو۔ برسر روزگار ہو۔ خط و کتابت بنام

میراں بخش عبد العزیز درزی سکنہ گوجرانوالہ بازار کھنڈ والا

معاونین جرائد سلسلہ

۱- جناب محمد رفیع صاحب سب انسپکٹر پولیس دلاچی کانہ (انگریزی) ریویو کے لئے چار نام وی پی بھیجنے کے لئے دیتے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ سن رائز کے لئے پانچ خریدار دیتے ہیں۔

۲- سید کریم بخش صاحب احمدی کلکتہ۔ انگریزی ریویو کے لئے اپنے آپ کو بطور والنٹیر پیش کرتے ہیں۔ اور سن رائز کے تین غیر احمدی خریدار دیتے ہیں۔

۳- قریشی عبد اللطیف صاحب جمرکنڈہ ہزاری باغ سے ایک صاحب کا نام دیتے ہیں۔ کہ اس کے نام سن رائز۔ الفضل انگریزی ریویو وی پی کر دیں۔

۴- جناب احمد جان صاحب کلکتہ سے انگریزی ریویو کو تین خریدار دیتے ہیں۔ سن رائز کے ۱۹ خریدار دیتے ہیں۔ جن کی قیمت وصول کر کے عنقریب بھیج دیں گے۔

۵- میاں نیاز محمد صاحب کراچی سے سن رائز کے ۵ خریدار دیتے ہیں۔ اور دس روپے کا منی آرڈر بھیج دیا ہے۔

۶- جناب فضل کریم صاحب سٹیشن ماسٹر ٹنڈی کوٹی سن رائز کے ۴ خریدار دیتے ہیں۔

۷- پیر دستگیر علی احمد صاحب بنگلپوری سن رائز کے ۴ خریدار دیتے ہیں۔

۸- چوہدری عابد شریف صاحب شیموگہ سے بیس روپیہ منی آرڈر کرتے ہیں۔ اور سن رائز کے دس خریدار دیتے ہیں۔

۹- اہلیہ جناب حکیم میر سعادت علی صاحب مصباح کے لئے دس روپے اعانت کا منی آرڈر فرماتی ہیں۔

۱۰- جناب محمد منیر خاں صاحب کوئٹہ پانچ خریدار سن رائز کے دیتے ہیں۔

۱۱- چوہدری محمد اکرم صاحب نمبردار دو روپے بھیجتے ہیں کسی دو طالب علموں کے نام سن رائز جاری ہو۔

۱۲- میاں عبد الرحیم صاحب بھیرہ ۴ روپے بھیجتے ہیں۔ کہ دو اشخاص کے نام سن رائز جاری ہو۔

۱۳- جناب محمد زمان خاں صاحب کراچی عہ بھجواتے ہیں کسی عیسائی مشن کے نام سن رائز جاری ہو۔

۱۴- مرزا عطاء اللہ صاحب (ملاپور) سات روپے بھیجتے ہیں۔ کسی مستحق کے نام انگریزی ریویو جاری ہو۔

۱۵- ماسٹر خیر الدین صاحب امراوتی سے بیس خریدار سن رائز کے سنگلہ اور تین خریدار ریویو آف ریلیجنز کے لئے دیتے ہیں۔

۱۶- جناب فضل محمد خاں صاحب احمدی شملہ سے سات خریدار ریویو انگریزی کے دیتے ہیں۔

۱۷- جناب عبد المجید خاں صاحب انسپکٹر کھیوڑہ سن رائز کے چار خریدار دیتے ہیں۔

۱۸- جناب محمد شفیع صاحب اوورسیر نہر۔ پشاور۔ ۵ خریدار سن رائز کے دیتے ہیں۔

۱۹- جناب خلیل الرحمٰن صاحب سب ڈپٹی مجسٹریٹ علی متی گوری سن رائز کے چار خریداروں کے لئے آٹھ روپے بھجواتے ہیں۔

۲۰- جماعت بغداد نے اپنے جلسہ منعقدہ ۱۲/۲۶ ۲۵ میں اس امر کا فیصلہ کیا ہے۔ کہ جماعت عراق اپنے خرچ پر دس پرچے ریویو کے مختلف لائیبریریوں کے نام عرصہ ایک سال کے لئے جاری کرائے۔ چنانچہ چندہ عنقریب براہ راست لنڈن روانہ کر دیا جائے گا۔

دوسرے سن رائز کے لئے سردست چار خریدار مہیا کئے گئے ہیں۔ جن کی اطلاع قبل ازیں جناب مینجر صاحب اخبار سن رائز کی خدمت میں دیدی گئی ہے۔

تیسرے زنانہ اخبار "مصباح" کے واسطے دو خریدار مہیا کئے گئے ہیں۔

چوتھے جو اصحاب عربی کتب تبلیغ کی غرض سے عراق میں مفت تقسیم کروانا چاہیں۔ وہ مندرجہ ذیل پتہ پر کتابیں ارسال فرماویں۔ ملک معراج الدین صاحب احمدی چیف انجنیئر ریلوے آفس بغداد۔

(احمد گل احمدی سیکرٹری جماعت احمدیہ بغداد)

خوشخبری بے اولادوں کو اولاد خوشخبری

(پینتیس سال کا تجربہ)

اگر آپ بے اولاد ہیں۔ اگر آپ حصول اولاد کی خاطر سینکڑوں روپیہ برباد کر کے مایوس ہو گئے ہیں۔ تو آئیں اس عجیب الاثر دوائی کو آزمائیں۔ جس کے اثر نے پینتیس سال کے عرصہ میں سینکڑوں بے اولاد عورتوں کو خدا کے فضل سے اولاد والا کر دیا ہے۔ اس دوائی کو والدہ صاحبہ پینتیس سال سے عورتوں کو استعمال کروا رہی ہیں۔ اور جو کامیابی ان کو ہوئی ہے۔ وہ ان سب عورتوں پر خوب روشن ہے جو اس دوائی کو استعمال کرنے کے بعد آج پانچ پانچ چھ چھ بچوں کی مائیں ہیں۔ چند عورتوں کے نام ملاحظہ ہوں۔ جو اس دوائی کے استعمال سے با اولاد ہوئی ہیں۔ (۱) اہلیہ منشی امیر محمد صاحب سابق ملازم احمدیہ سٹور قادیان۔ ان کو عرصہ سات سال تک کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اس عجیب الاثر دوائی کے استعمال سے وہ پانچ چھ بچوں کی ماں ہے۔ (۲) اہلیہ فضل دین صاحب ڈوگر موضع کھارا ان کو بارہ سال تک کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اس دوائی کے استعمال سے چار بچوں کی ماں ہے۔ (۳) جناب پیر محمد یوسف صاحب کی

دو باموقعہ زمینیں بیع ملتی ہیں

(۱) اکثر احباب مجھ سے پوچھا کرتے ہیں۔ کہ کیا کوئی قطعہ اراضی اس سڑک پر بھی مل سکتا ہے۔ جو اڈیٹر صاحب فاروق کے مکان اور ہمارے ہائی سکول کے سامنے سے گذرتی ہے سو جملہ احباب کی خدمت میں اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ اب ایک قطعہ چار کنال اراضی کا ہائی سکول کے سامنے برلب سڑک نکلا ہے۔ زمین کی پیمائش ایک سو بیس فٹ برلب سڑک اور ڈیڑھ سو فٹ پیچھے ہے۔ موقعہ نہایت اعلیٰ ہے۔ شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری جنہوں نے یہ زمین خریدی تھی۔ ایک مجبوری کی وجہ فروخت کرتے ہیں۔ قیمت انہوں نے چالیس روپیہ فی مرلہ مقرر کی ہے۔ اس امر میں مزید خط و کتابت شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری کے ساتھ کیجاوے۔

(۲) دوسرا قطعہ بھی شیخ صاحب موصوف کا ہے اور قادیان کی پرانی آبادی میں بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی کے مکان کے ساتھ واقع ہے۔ مسجد مبارک سے صرف ڈیڑھ دو منٹ کا رستہ ہے سڑک پر زمین کا ماتھا چالیس فٹ ہے۔ اور رقبہ قریباً ایک کنال ہے۔ قیمت شیخ صاحب نے سوا سو روپیہ فی مرلہ مقرر کی ہے۔

خاکسار: مرزا بشیر احمد

اہلیہ کو چھ سال تک کوئی اولاد نہ ہوئی۔ والدہ صاحبہ کے علاج اور اس حیرت انگیز دوائی کے استعمال سے پانچ چھ بچے ان ہاں پیدا ہوئے۔ اس عجیب الاثر دوائی کی قیمت تاکہ ہر امیر و غریب فائدہ اٹھا سکے نہایت ہی کم ہے۔ صرف چار روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔ نوٹ۔ آرڈر دیتے وقت مفصل حالات سے اطلاع دیں۔ جو کہ پوشیدہ رکھے جائیں گے۔ پتہ:- سید خواجہ علی احمدی قادیان پنجاب

... الاسلام ... چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا